اللہ رے یہ وسعتِ آثارِ مدینہ
عالم میں ہیں پھیلے ہوئے انوارِ مدینہ
نفیسؔ

جامعہ مدنیہ جدید کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ لاہور

نفیس

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ
بانی جامعہ مدنیہ جدید

جلد نمبر ۱۱
2003ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماهنامه

انوار مدینہ

جلد : ۱۱ محرم الحرام ۱۴۲۴ھ ۔ مارچ ۲۰۰۳ء شمارہ : ۳

مدیر اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ـــــ سے آپ کی مدتِ خریداری ختم ہوگئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ـــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوار مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور
پوسٹ کوڈ : 54000 موبائل : 0333.4249301
فون : 7724581 فون/فیکس : 92-42-7726702
E-mail : jamiamadaniajadeed@hotmail.com

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے	سالانہ	۱۵۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی	"	۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش	"	۶ امریکی ڈالر
امریکہ، افریقہ	"	۱۶ ڈالر
برطانیہ	"	۲۰ ڈالر

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوار مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرف آغاز ـــــــــــــــــــ ۳
درس حدیث ـــــ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب ـــــ ۵
جدید حاشیہ قرآن پر ایک تحقیقی نظر ـ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ـــــ ۷
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی ـ حضرت مولانا سیّد حامد میاں صاحب ـــــ ۲۱
عرض حال ـــــــــــــــــــ ۳۲
فہم حدیث ـــــ حضرت ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب ـــــ ۳۳
دینی مسائل ـــــــــــــــــــ ۳۸
مبارک ہو تم کو ـــــــــــــــــــ ۴۵
تحریک احمدیت ـــــــــــــــــــ ۴۶
عالمی خبریں ـــــــــــــــــــ ۵۳
وفیات ـــــــــــــــــــ ۵۷
تنقید و تقریظ ـــــــــــــــــــ ۵۹

☆

جامعہ مدنیہ جدید کا موبائل

0333-4249301

☆

E-MAIL ADDRESSES

jamiamadaniajadeed@hotmail.com

islam_fahmedeencourse@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

ماہ فروری کے قومی جرائد میں خطیر رقم خرچ کرکے ایک اشتہاری مہم شروع کی گئی ہے اور ۲۶ر فروری کے روزنامہ جنگ میں چھپنے والے اشتہار کی اہم سرخیاں یہ ہیں: پانچ دن پانچ راتیں کلامِ خدا سنیں شفا پائیں۔ عالمی شہرت یافتہ خدا کی خادمہ ڈاکٹر میرلین ہِکی آپ کے لیے دُعاء کریں گی اور آپ بیماریوں سے شفا پائیں گے۔

یہ ''شفائیہ اجتماع'' ۲۶ر فروری تا ۲ر مارچ لاہور میں منعقد کیا گیا ہے اس مہم کا انعقاد اور تشہیر روبنسن اصغر، جنرل چیئرمین کروسیڈ وِنیشنل کوارڈینیٹر'' کے زیر سرپرستی ہورہی ہے۔ ڈاکٹر میرلین ہکی اور روبنسن اصغر جیسا کہ اُن کے ناموں سے بھی ظاہر ہورہا ہے عیسائی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ اول الذکر یہودیہ ہو واضح رہے یہ سارا پروگرام عیسائی مذہب کا پرچار کرنے والی تنظیموں کے تعاون سے ہورہا ہے اور ہر کسی کو اس میں شرکت کرنے کی دعوتِ عام بلکہ ترغیب دی گئی ہے، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لاہور کے بعد ملک کے دیگر شہروں میں مزید پروگرام کیے جائیں گے۔ جبکہ ہونا یہ چاہیے کہ پاکستان میں صرف اسلامی اقدار و شعار کی اعلانیہ تبلیغ و اشاعت کی اجازت ہو اس لیے کہ یہ مسلمانوں کی بڑی اکثریت والا ملک ہے اور اس اعتبار سے اس کو اسلامی ملک کہا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے ملک کی مغرب زدہ اور مذہبی تعلیمات سے عاری تعلیمی پالیسیوں کی وجہ سے مسلمان عام طور پر عقیدہ کے اعتبار سے کمزور ہیں اس لیے اس اشتہار کے ذریعہ مسلمانوں کی اس

کمزوری سے پورا پورا فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ لوگوں کی جان و مال کا تحفظ جس طرح حکومت کی ذمہ داری ہے اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مسلمانوں کے ایمان و اعتقاد کی حفاظت بھی حکومت کا فرض بنتا ہے لہٰذا ہمارا حکومت سے پُر زور مطالبہ ہے کہ شفا کے نام پر اس پُر فریب اشتہار کے در پردہ عیسائی مذہب کے پرچار کی مہم کا نوٹس لیتے ہوئے اس کو فی الفور بند کرائے تاکہ ضعیف الاعتقاد مسلمان کفر کی ظلمت سے بچتے ہوئے جہنم کا ایندھن بننے سے محفوظ رہیں۔

خدا کا کلام اور تعلیمات اس وقت دنیا میں صرف قرآن وحدیث کی شکل میں موجود ہیں باقی تمام تعلیمات آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کے بعد منسوخ ہو چکی ہیں اور ان مذہب والوں نے بھی ان کو تحریف کر کے بالکل ختم کر دیا ہے لہٰذا ان کی سابقہ کتابیں اپنی اصل شکل میں دنیا سے بالکل معدوم ہو چکی ہیں اس لیے ڈاکٹر میرلین ہکی کا ''کلامِ خدا'' خود ساختہ اور جھوٹا ہے بلکہ جادو ٹونہ سے زیادہ اس کی کچھ حیثیت نہیں ہے۔ اس شعبدہ باز خاتون کی تصویر جو اشتہار کے ساتھ چھپی ہے اس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ خود ''پولیو'' جیسے کسی مرض کی ماری ہوئی ہے اس لیے بہتر ہے کہ وہ اس خود ساختہ کلام کو پہلے اپنے پر آزمائے بعد ازاں امریکہ و یورپ کے لاکھوں ''ایڈز زدہ'' اپنے ہم مذہب عیسائیوں اور یہودیوں کی فکر کرے ـــــــ مسلمان اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لیے قرآن پاک اور حدیث شریف میں بیان کی گئیں تعلیمات کافی وشافی ہیں۔

مولای صل وسلم دائما ابدا   درس حدیث   علی حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرت اقدس پیر و مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہِ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

فضائل حضرت فاطمہ و حسن و حسین رضی اللہ عنہم

رسول اللہ ﷺ کی زبانِ مبارک سے جو بات نکل جاتی ہے وہ دلیل بن جاتی ہے

تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

(کیسٹ نمبر ۳۹ سائیڈ بی/ ۸۴-۸-۳۱)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ کَا نَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَامِلَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍ عَلٰی عَاتِقِہٖ فَقَالَ رَجُلٌ نِعْمَ الْمَرْکَبُ رَکِبْتَ یَا غُلَامُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الرَّاکِبُ ھُوَ. (مشکوۃ شریف ص ۵۷۱)

الحمدللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد!

حضرت آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنی گردن پر اُٹھائے ہوئے تھے تو کسی شخص نے کہا بچے کو خطاب کر کے کہ اے بچے کیا خوب سواری پر تم سوار ہوئے ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جو میرے اُوپر سوار ہے یہ بھی بہت اچھا ہے۔ دونوں جملے مزاحیہ ہیں لیکن جناب رسول ﷺ کی زبانِ مبارک سے جو بات نکل جائے وہ دلیل بن جاتی ہے چاہے وہ آپ نے مزاقاً ہی فرمایا ہو کیونکہ یہ بات لامحالہ رجحان طبع کو بتاتی ہے پسند کو تو ظاہر کرتی ہے، اس لحاظ سے اس روایت کو نقل کر دیا جاتا ہے۔ حضرت حذیفہ ابن یمانؓ بڑے صحابی ہیں ان کو زیادہ شوق تھا یہ معلومات حاصل کرنے کا کہ آگے کو فتنے کیا پیش آنے والے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ میں یہ سوالات اس لیے کیا کرتا تھا تاکہ فتنوں سے بچ سکوں تو وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جانا چاہتا ہوں میں وہاں مغرب کی نماز پڑھوں گا اور یہ اُن سے چاہوں گا کہ میرے لیے اور آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ یہ دُعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو معاف کر دے

دونوں کی مغفرت فرمادے ۔کہتے ہیں کہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ساتھ ہی مغرب کی نماز پڑھی، رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد نوافل میں مشغول ہو گئے درمیان میں گفتگو کا موقع نہیں مل سکا حتّٰی کہ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی عشاء کے بعد رسول اللہ ﷺ جب فارغ ہو کر واپس جانے لگے تو میں پیچھے پیچھے چلا آپ نے میری آواز سُنی مثلاً پاؤں کی چاپ یا کچھ اور تو دریافت فرمایا کون ہے حذیفہ ہیں؟ خود ہی پہچان بھی لیا، میں نے جواب دیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مَاحَاجَتُکَ غَفَرَاللّٰہُ لَکَ وَلِاُمِّکَ تمہیں کیا ضرورت پیش آئی ہے اللہ تعالیٰ تمہیں اور تمہاری والدہ کو اپنی مغفرت سے نوازے ۔جس لیے یہ گئے تھے وہ بات جناب رسول اللہ ﷺ نے ازخود ارشاد فرمادی پھر یہ ارشاد فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ ہے جواب سے پہلے کبھی زمین پر نہیں آیا تھا اس نے اللہ تعالیٰ سے یہ اجازت چاہی کہ یہاں آئے مجھے سلام کرے اور یہ ایک بشارت بھی لایا ہے وہ یہ ہے کہ اِنَّ فَاطِمَۃَ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ [۲] کہ فاطمہ جو ہیں یہ سیّدۃ النساء ہیں اور حسن وحسین جو ہیں جوانوں کے سردار ہیں جہاں ان کو اس لقب سے یاد کیا جائے گا۔

حضرت ابوبکرؓ کا دور اور حضرت علیؓ وحسنؓ :

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور آیا اس میں بھی ان کی محبت کا اسی طرح سے حال رہا ہے۔حضرت عقبہ ابن حارثؓ بتاتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھی پھر چلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ تھے انھوں نے دیکھا حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کہ یہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں فَحَمَلَہٗ عَلٰی عَاتِقِہٖ اُنہوں نے انہیں اپنی گردن پر اُٹھالیا وَقَالَ بِاَبِیْ شَبِیْہٌ بِالنَّبِیِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ لَیْسَ شَبِیْھاً بِعَلِیٍّ.

بِاَبِیْ کا مطلب :

بابی کا معنی یہ تو نہیں ہے کہ باپ کی قسم کیونکہ قسم تو غیر اللہ کی منع ہے باقی یہ قسم کے علاوہ اس طریقہ پر تاکید کے لیے کلام میں زور دینے کے لیے ایک جملہ کا کام دیتا ہے۔ یہ جناب رسول اللہ ﷺ کے مشابہ ہے علی کے مشابہ نہیں ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہی ساتھ تھے وَعَلِیٌّ یَضْحَکُ [۲] حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ سنتے رہے اور ہنستے رہے تو آقائے نامدار ﷺ نے حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو چاہا ہے ان سے بہت محبت فرمائی ہے ان کو بہت پسند کیا ہے اور ہمیشہ ہی آقائے نامدار ﷺ سے اچھے کلمات منقول ہیں یہ بھی تلقین فرمائی ہے کہ ان سے محبت رکھی جائے ان کی تعظیم ملحوظ رکھی جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقائد پر قائم رکھے۔(آمین)۔

---

[۱] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۱ [۲] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲

جدید حاشیہ قرآن کریم پر ایک تحقیقی نظر

﴿ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ ﴾

شاہ فہد (خادم حرمین شریفین) نے اولاً مجمع الملک فہد (مدینہ منورہ) کی طرف سے ترجمہ شیخ الہندؒ بڑے اہتمام سے شائع کیا تھا جو حسب توقع تمام اُردو داں حلقہ میں بے حد مقبول ہوا، مگر چند حاسدین اس کی مقبولیت پر دل برداشتہ ہوگئے اور طرح طرح کی شکایات سعودی حکومت تک پہنچا کر ترجمہ شیخ الہندؒ کی جگہ نئے پیرہن اور نئے انداز میں ترجمہ ''جوناگڑھی'' کی اشاعت میں کامیاب ہوگئے۔ یہ ترجمہ عامۃ المسلمین میں قطعاً نامقبول ہے اور اس کی اشاعت سے سعودی حکومت کا اشاعتِ علوم قرآن کا منصوبہ یقیناً متاثر ہو رہا ہے۔ اسی پہلو پر فاضل مضمون نگار نے ذیل کے مضمون میں روشنی ڈالی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!

موجودہ سعودی حکومت کی یہ خواہش ہے کہ مسلمان قرآنی تعلیمات کے زیور سے آراستہ ہوں، اس بارے میں شاہ فہد نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی اور اس مجلس شوریٰ نے فیصلہ فرمایا کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کی اشاعت کی جائے اور اس بارے میں اس مجلس کی رائے یہ ہے :

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے اور اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو محمد مصطفی ﷺ اور ان کے آل و اصحاب پر۔ امابعد! خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ نے قرآن کریم کی طباعت و اشاعت اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمہ و تفسیر کی بابت جو احکامات دیئے ہیں ان کو عملی جامہ پہنانا شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ کا اولین مقصد ہے۔ عربی سے ناواقف مسلمانوں کو (خاص طور پر اس دور میں) قرآنی علوم و معارف سے روشناس کرانے کے لیے دنیا کی اکثر زبانوں میں قرآن کریم کے مختلف اور متعدد ترجمے اور تفاسیر لکھی گئیں اور زبانوں کی طرح اُردو زبان بھی ایک خاص حیثیت کی مالک ہے، اس لیے اس میں بھی قرآن کریم کے مختلف اور متعدد ترجمے اور تفاسیر موجود ہیں۔ اُردو زبان میں موجود تراجم و تفاسیر اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے اس پس منظر میں ''شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس'' اور ''رابطہ عالم اسلامی'' باہمی تعاون سے مختلف زبانوں میں معتمد علماء کے تراجم و تفاسیر کو منتخب کر کے شائع کرتے ہیں تا کہ اسلامی دنیا کی ضرورت کو پورا کرنے میں اپنا کردار ادا کریں اور تلاوت کرنے والا قرآنی مفہوم و معانی پر مطلع ہو سکے۔ قرآن پاک کے اردو ترجمہ و تفسیر کی اہمیت کو مدنظر رکھتے

ہوئے ''شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس'' کی مرکزی مجلس شوریٰ نے تراجم وتفاسیر سے متعلق منعقد ہونے والے خصوصی اجلاس میں اس کی طباعت ونشر کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ارشادِ ربانی ''انما المؤمنون اخوۃ'' (تمام مومن بھائی بھائی ہیں) اور اسلامی جذبہ تعاون کی بنیاد پر ''قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس'' جو اُردو ترجمہ اور تفسیر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان کی وزارت مذہبی امور کی طرف سے معتمد اور مصدق ہے۔جید علمی شخصیت حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے مترجم ومفسر کی علمی عظمت کا اعتراف کیا ہے اور اس ترجمہ وتفسیر کی توثیق ان الفاظ میں کی ہے :

''اردو زبان میں یہ سب سے اچھا ترجمہ وتفسیر ہے،اس کی طباعت واشاعت ہونی چاہیے'' حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کے کیے ہوئے ترجمہ کی تفسیر حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے لکھی ہے اور ضروری تصحیحات کا مراجعہ رابطہ عالم اسلامی (ادارۃ القرآن الکریم) کی طرف سے فضیلۃ الشیخ سیّد عنایت اللہ شاہ صاحب کا کاخیل نے کیا ہے۔''شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس'' انتہائی مسرت کے ساتھ خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ کی طرف سے یہ قرآن کریم اُردو خواں مسلمانوں کی خدمت میں ہدیۃً پیش کرتا ہے،ہم دعا کرتے ہیں کہ اس کے ذریعے ہدایت کی روشنی پھیلے،اس کا نفع عام ہو اور پڑھنے والوں کے لیے ایمان واسلام میں ثابت قدمی اور دنیا وآخرت میں نجات کا سبب بنے۔آمین۔

الحمد للہ اس ترجمہ وتفسیر کی اشاعت سے شاہ فہد حفظہ اللہ کا مقصد اشاعت علوم قرآن پورا ہوا،اور ہر ملک میں سوادِ اعظم اہل السنۃ والجماعۃ نے قرآنی علوم ومعارف سے پورا پورا فائدہ اُٹھایا،ہر ہر گھر میں تعلیمات قرآن کا نور جگمگایا۔اس ترجمہ وتفسیر کو وہ قبولیت عامہ نصیب ہوئی کہ ہزاروں لوگ جوج پر جا کر ہدیۃً حاصل کر سکے انھوں نے قیمتاً خرید کر اس سے استفادہ کیا۔اس دنیا میں جس طرح ایسی سعید رُوحیں ہیں جو قرآنی معارف کی اشاعت سے خوش وخرم ہوتی ہیں ایک فرقہ شاذہ جن کی تعداد دنیا میں دو فی دس ہزار بھی نہیں ہے انھیں یہ قرآنی معارف پسند نہ آئے اور اس سے ان بیچاروں کی نیندیں حرام ہوگئیں انھوں نے کئی سال کی شبانہ روز دوڑ دھوپ کے بعد ایک دوسرا ترجمہ قرآنِ اشاعت کے لیے منظور کروایا جس کے بارے میں اس کے شروع میں لکھا ہے :

''یہ ترجمہ مولانا محمد جوناگڑھی کے قلم سے ہے اور تفسیری حواشی مولانا صلاح الدین یوسف کے تحریر کردہ ہیں مجمع کی جانب سے نظر ثانی کا کام ڈاکٹر وصی اللہ بن محمد عباس اور ڈاکٹر اختر جمال لقمان نے انجام دیا۔ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس نے اس عظیم کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق دی۔ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ خدمت قبول فرمائیں اور مسلمانوں کے لیے اسے نفع بخش بنائیں۔'' یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا کوئی بھی

ترجمہ خواہ کیسی ہی وقت نظر سے انجام پایا ہو ان عظیم معانی کو کما حقہ ادا کرنے سے بہر حال قاصر رہے گا جو اس معجزانہ متن میں پنہاں ہیں، نیز یہ کہ ترجمہ میں جن مطالب کو پیش کیا جاتا ہے وہ دراصل مترجم کی قرآن فہمی کا ماحصل ہوا کرتے ہیں، چنانچہ ہر انسانی کوشش کی طرح ترجمہ قرآن میں بھی غلطی، کوتاہی اور نقص کا امکان باقی رہ جاتا ہے اس بناء پر قارئین سے ہماری درخواست ہے کہ انہیں اس ترجمہ میں کسی مقام پر کوئی فروگزاشت نظر آئے تو مجمع الملک شاہ فہد کو ضرور مطلع فرمائے تا کہ آئندہ اشاعت میں اس کی اصلاح کی جاسکے''۔

دونوں میں فرق :

یہ دونوں ترجمے اور تفسیری حواشی اگرچہ وہاں سے چھپے ہیں مگر ان میں تین فرق نہایت واضح ہیں :

پہلا فرق :

تفسیر عثمانی کو ادارہ نے جس اعتماد کے ساتھ شائع کیا ہے تفسیر صلاح الدین پر ادارے کو وہ اعتماد حاصل نہیں ہو سکا اور اس بد اعتمادی کی پردہ پوشی کے لیے یہ عذر تلاش کیا ہے کہ انسان سے غلطی، کوتاہی اور نقصان کا امکان ہر وقت ہے، اتنی بات تو صحیح ہے کہ ایک انسان سے خطا کا امکان ہے مگر جب اس انسان کی کوشش اہل فن علماء ومفسرین کے ہاں پہنچ کر تلقی بالقبول اور شرف قبولیت حاصل کر لے تو یہ خطرہ ختم ہو جاتا ہے۔ تفسیر عثمانی جب سے لکھی گئی اس کو علماء ومفسرین میں وہ قبولیت عامہ نصیب ہوئی کہ اس زمانہ میں اس کی مثال نہیں ملتی اور بڑے بڑے اہلِ فن مفسرین سے سُنا ہے کہ یہ تفسیر کیا ہے گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا، کسی آیت کے بارے میں بیس پچیس بڑی بڑی تفاسیر کا مطالعہ کرنے کے بعد تفسیر عثمانی کا مطالعہ کریں تو واقعتا ان سب تفاسیر کا خلاصہ نہایت جچے تلے لفظوں میں ''تفسیر عثمانی'' میں مل جاتا ہے ہم نے خود بھی اس کا تجربہ کیا الحمد اللہ اس بات کو سو فیصد صحیح پایا، آپ بھی تجربہ کر کے دیکھ لیں انشاء اللہ اسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ قرآن پاک سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ والوں کے یہاں کسی کی مقبولیت عند اللہ مقبولیت کی دلیل ہے اس کے برعکس اس جدید تفسیر کا صرف ایک ہی ایڈیشن پہلے چھپا اسے اپنے فرقہ جس کی تعداد دوفی دس ہزار بھی نہیں اس میں بھی مقبولیت نصیب نہ ہوسکی اس لیے اس پر وہ اعتماد کب کیا جاسکتا ہے۔

دوسرا فرق :

تفسیر عثمانی پہلے بھی کئی مرتبہ چھپی اور کئی زبانوں میں چھپی پھر جب اس کو سعودی حکومت نے چھپوایا تو من وعن اسی طرح چھپوایا اس میں کسی قسم کی کوئی قطع برید نہ کی مگر اس جدید حاشیہ میں کئی جگہ غیر مقلدین نے قطع برید کر کے چھپوانے کے لیے دیا اور اسی وجہ سے چھاپنے والوں کے دل میں اس کا اعتماد بحال نہ رہ سکا، اس قطع و برید کی دس

مثالیں اس مضمون میں پیش کی جائیں گی انشاء اللہ۔

تیسرا فرق :

تفسیر عثمانی جب کوئی حاجی صاحب لاتے اگر وہ خود پڑھے ہوئے ہوتے تو خود اس سے استفادہ کرتے یا مسجد کے امام کو دے دیتے وہ اس تفسیر کا درس شروع کر دیتے اور پورا محلہ یا پورے گاؤں والے قرآنی علوم و معارف سے مستفید ہوتے اور یہی شاہ فہد حفظہ اللہ کا مقصد تھا لیکن اس سال جب حاجی صاحبان یہ (نئی تفسیر والا) قرآن پاک لے کر آئے تو بہت سے تو راستے میں جہاز میں یا کسی ہوٹل میں چھوڑ آئے کیونکہ اس محشی کا بحیثیت مفسر کہیں تعارف ہی نہیں تھا اور جو ساتھ لائے انھوں نے جب پہلے ہی دو صفحات کا حاشیہ پڑھا کہ جو امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی تو وہ پریشان ہو کر علماء کے پاس آئے کہ اس حاشیہ کے مطابق نہ تو صرف ہم بلکہ کروڑوں مسلمان بے نمازی ہیں علماء نے سختی سے منع کر دیا کہ اس کا مطالعہ نہ کرو۔ میں جب بھی کسی شہر میں جاتا ہوں تو خاص طور پر پوچھتا ہوں کہ اس دفعہ حاجی صاحبان جو قرآن پاک لائے ہیں اس کے مطالعہ کا کیا حال ہے؟ تو عموماً یہی پتہ چلتا ہے کہ اگر دس ہزار حاجی صاحبان یہ قرآن پاک لائے ہیں تو بمشکل دس ہزار میں سے ایک نے اسے پڑھا ہوگا باقی حاجی صاحبان خود بھی پریشان ہیں کہ اس تفسیر کا کیا کریں، گھر رکھتے ہیں تو گھر میں لڑائی جھگڑے کا خطرہ ہے، مسجد والے بھی نہیں رکھنے دیتے کہ خواہ مخواہ مسجد اختلافات کا اکھاڑہ بن جائے گی بعض علماء نے اکٹھے کر کے الماریوں میں مقفل کر دیئے ہیں حالانکہ شاہ فہد حفظہ اللہ کا قطعاً یہ مقصد نہ تھا کہ قرآن اس لیے چھاپو کہ نہ کوئی اس میں تلاوت کرے نہ اس کا ترجمہ پڑھے، نہ حاشیہ پڑھے بلکہ اسی بات میں پریشان رہے کہ اس کا کیا کیا جائے۔ اس سے ایک فرقہ شاذہ کی ضد تو پوری ہوگئی مگر اس سے استفادہ اور افادہ دو فی دس ہزار بھی نہ ہو سکا۔

اب اس جدید تفسیر کے پہلے ایڈیشن جس پر پتہ یوں ہے ''مکتبہ دارالسلام الریاض سعودی عرب، لاہور پاکستان'' اور دوسرے ایڈیشن جس پر پتہ یوں ہے ''شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس'' جو حاجی صاحبان کو دیا گیا ہے کے فرق کی صرف دس مثالیں ملاحظہ فرمائیں :

(۱) حکومت اسرائیل :

آیت : ضربت علیهم الذلة این ما ثقفوا الا بحبل من الله وحبل من الناس الخ

ترجمہ : یہ ہر جگہ ہی ذلیل ہیں یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں

(تفسیر حاشیہ ۲/۸۲)

تفسیر : یہودیوں پر جو ذلت و مسکنت غضب الٰہی کے نتیجے میں مسلط کی گئی ہے اس سے وقتی طور پر بچاؤ کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ وہ اللہ کی پناہ میں آجائیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں یا اسلامی حکومت میں جزیہ دے کر ذمی کی حیثیت سے رہنا قبول کرلیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ لوگوں کی پناہ ان کو حاصل ہو جائے اس کے دو مفہوم بیان کیے گئے ہیں: ایک یہ کہ اسلامی مملکت کی بجائے عام مسلمان ان کو پناہ دیدیں جیسا کہ ہر مسلمان کو یہ حق حاصل ہے اور اسلامی مملکت کے حکمرانوں کو یہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ ادنیٰ مسلمان کی دی گئی پناہ کو بھی رد نہ کریں، دوسرا یہ کہ کسی بڑی غیر مسلم طاقت کی پشت پناہی ان کو حاصل ہو جائے کیونکہ ''الناس'' عام ہے اس میں مسلمان اور غیر مسلمان دونوں شامل ہیں، جیسا کہ یہودیوں کی موجودہ حکومت (اسرائیل) امریکہ برطانیہ اور فرانس وغیرہ کی حمایت سے قائم ہے ان بڑی طاقتوں نے اپنے استعماری مقاصد اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے اس یہودی مملکت کو وجود بھی بخشا ہے اور وہ اس کے مستقل پشت پناہ بھی ہیں، اس لیے یہودیوں کی اس مملکت کی وجہ سے جو دراصل امریکہ وغیرہ کی شرقِ اوسط میں ایک چھاؤنی ہے اس شبہ اور مغالطہ کا شکار نہ ہونا چاہیے کہ یہ اس ذلت و مسکنت کے خلاف ہے جو ان کی بابت قرآن میں بیان کیا گیا ہے بلکہ قرآن کی صداقت کا یہ منہ بولتا ثبوت بہ عبرت دیکھنا چاہیے کہ یہ حکومت ہر طرح کے امکانات سے مسلح ہونے کے باوجود ایک ایسی ذلیل اور رُسوا کن صورت حال سے دوچار ہے جو دنیا کی کسی قوم اور حکومت کے حصہ میں نہیں آئی، یعنی اس کے طاقتور اور ہتھیاروں سے لیس فوجی دستوں کو معمولی عمر کے بچے یوں پتھر مارتے ہیں جیسے بندروں کو پتھر مارا جارہا ہو اور یہود برس ہا برس سے ہر طرح کی قوت و حکمت صرف کرنے کے باوجود اپنی اس ذلت آمیز صورتِ حال کو بدلنے میں ناکام ہیں۔ (**خذلهم الله**) و آخری بین القوسین عبارت نئے ایڈیشن سے حذف کردی گئی ہے، مقابلہ کرو پہلا ایڈیشن صفحہ ۸۲، حاشیہ ۴، دوسرا ایڈیشن صفحہ ۶۷ احاشیہ ا۔

(۲) حکومت اسرائیل :

آیت : **یا یها الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود و النصٰری اولیاء بعضهم اولیاء بعض.**

ترجمہ : اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

تفسیر : قرآن کی بیان کردہ حقیقت کا مشاہدہ ہر شخص کرسکتا ہے کہ یہود و نصاریٰ کا اگرچہ آپس میں عقائد کے لحاظ سے شدید اختلاف اور باہمی بغض و عناد ہے لیکن اس کے باوجود یہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ایک دوسرے کے معاون، بازو اور محافظ ہیں۔ (اسرائیل جو ایک یہودی مملکت ہے اس کا وجود ہی غیر قانونی اور عدل و

انصاف کے مسلمہ اصولوں کے خلاف ہے لیکن اس کے باوجود اس کے قیام میں انگلستان اور یورپ کی عیسائی طاقتوں نے بھرپور حصہ لیا اور اس کی خوب مدد کی اور پھر قیام کے بعد اس کا عمل مسلسل جارحانہ، ظالمانہ اور غیر منصفانہ ہے لیکن پھر بھی مذکورہ عیسائی طاقتیں اس کی محافظ اور پشتیبان چلی آرہی ہیں اور شرق اوسط کا یہ ناسور جسے ختم کرنے کی شدید ضرورت تھی عیسائی یہودی گٹھ جوڑ کی وجہ سے پھیل اور بڑھ رہا ہے اور اس کی خطرناکی میں دن بدن اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ (نعوذ باللہ منہا) یہ بین القوسین عبارت دوسرے ایڈیشن سے حذف کردی گئی ہے۔ (غور کرو پہلا ایڈیشن صفحہ ۱۵۰ حاشیہ ۳ بمقابلہ دوسرا ایڈیشن صفحہ ۳۰۸ حاشیہ ۴)

پڑھے لکھے اور سنجیدہ غیر مقلدین کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ یا تو یہ شوراشوری اور یا یہ بے نمکی۔ پہلے ایڈیشن میں قرآنی آیات کی تفسیر میں یہود اور حکومت اسرائیل کی اتنی زبردست مخالفت اور دوسرے ایڈیشن میں سب کچھ غائب، کیا قرآن بدل گیا ہے کہ یہ تفسیر حذف کردی گئی یا جناب کی یہود دشمنی ''یہود دوستی'' سے بدل گئی ہے کہ اب ان کے خلاف ایک فقرہ تو کجا ایک لفظ بھی برداشت نہیں، کیا اب حکومت اسرائیل کا ظلم ختم ہوگیا، کیا اب یہ ناسور صحیح ہوگیا، تلون مزاجی کی بھی حد ہوگئی ہے۔

(۳) روضۂ نبوی :

آیت : وماارسلنامن رسول الا لیطاع باذن اللّٰہ ولوانھم اذ ظلموآ انفسھم جآء وک فاستغفروا اللّٰہ واستغفرلھم الرسول لوجدوا اللّٰہ توابا رحیما. (النساء : ۶۴)

ترجمہ : اور ہم نے ہر ہر رسول کو صرف اس لیے بھیجا کہ اللہ کے حکم سے اس کی فرمانبرداری کی جائے اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تیرے پاس آجاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کرتا تو یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے۔

تفسیر : مغفرت کے لیے بارگاہ الٰہی میں ہی توبہ واستغفار ضروری اور کافی ہے لیکن یہاں ان کو کہا گیا ہے کہ اے پیغمبر وہ تیرے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور تو بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتا، یہ اس لیے کہ چونکہ انہوں نے فصل خصومات کے لیے دوسروں کی طرف رجوع کرکے آپ کا استخفاف کیا تھا اس لیے اس ازالے کے لیے آپ کے پاس آنے کی تاکید کی۔ (ظاہر بات ہے کہ اپنے پس منظر کے لحاظ سے بھی اور الفاظ کے اعتبار سے بھی اس ہدایت کا تعلق آپ کی زندگی سے تھا۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج بھی روضہ نبوی پر استغفار کے لیے حاضری ایسی ہے جیسے آپ کی زندگی میں تھی اناللہ وانا الیہ راجعون۔ تف ہے ایسے فہم قرآن پر اور ہزار بار

توبہ ہے ایسی تفسیر سے)۔

یہ بین القوسین عبارت ایڈیشن اول صفحہ ۱۱۳ حاشیہ ۴ پر ہے جبکہ دوسرے ایڈیشن صفحہ ۳۳ حاشیہ ۱ سے نکال دی گئی ہے اب اگراس گستاخی سے توبہ کرلی ہے تو ضروری ہے کہ غیر مقلد روضۂ نبوی ﷺ پر جاکر حضرت سے استغفار کی درخواست کریں۔ آیت کریمہ میں جس طرح آپ کی اطاعت کا حکم آیا ہے اسی طرح آپ سے استغفار کرانے کا بھی حکم ہے، اہلِ حدیث کے بڑے بھائی اہلِ قرآن یہ کہتے ہیں کہ آپ کی اطاعت بھی آپ کی زندگی تک ہی تھی اور آپ سے استغفار کرانا بھی آپ کی زندگی تک تھا۔ اہلِ حدیث نے ایک بات مان لی کہ اطاعت اب بھی جائز ہے اور استغفار کرانے پر انا للّٰہ پڑھ دیا، اہل السنۃ کے چاروں مذاہب کا اتفاق ہے کہ آپ کی اطاعت بھی قیامت تک ہے اور آپ سے استغفار کرنا بھی قیامت تک درست ہے۔ چاروں مذاہب کو ''بعض لوگ'' کہنا یہ بہت بڑی دھوکے بازی ہے نعوذباللّٰہ من ذالک۔

(۴) فقہی مدارس :

آیت : وقد نزل علیکم فی الکتب ان اذا سمعتم آیٰت اللّٰہ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللّٰہ جامع المنفقین والکفرین فی جھنم جمیعا.(النساء ۱۴۰)

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ تمہارے پاس اپنی کتاب میں یہ حکم اُتار چکا ہے کہ جب کسی مجلس والوں کو اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرتے دیکھو اور مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو اس مجمع میں ان کے ساتھ نہ بیٹھو جب تک کہ وہ اس کے علاوہ اور باتیں نہ کرنے لگیں (ورنہ) تم بھی اس وقت انہیں جیسے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔

تفسیر : یعنی منع کرنے کے باوجود اگر تم ایسی مسجدوں میں جہاں آیات الٰہی کا استہزاء کیا جاتا ہو بیٹھو گے اور ان پر نکیر نہیں کروگے تو پھر تم بھی گناہ میں ان کے برابر ہوگے جیسے ایک حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس دعوت میں شریک نہ ہو جس میں شراب کا دور چلے (مسند احمد ۱/۲۰، ۲/۲۳۹)۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی مجالس اور اجتماعات میں شریک ہونا جن میں اللہ اور رسول کے احکام کا قولاً یا عملاً مذاق اڑایا جاتا ہو جیسے آجکل امراء فیشن ایبل اور مغرب زدہ حلقوں میں بالعموم ایسا ہوتا ہے یا شادی بیاہ اور سالگرہ وغیرہ تقریبات میں کیا جاتا ہے۔ (امام شوکانیؒ فرماتے ہیں کہ انہیں میں درس وتدریس کے وہ حلقے بھی آجاتے ہیں جہاں تقلیدی آراء کے مقابلے میں قرآن اور حدیث نبوی کا رد اور اس کا استہزاء کیا جاتا ہے بہرحال اس قسم کی تمام مذکور مجالس میں شرکت) سخت گناہ ہے انکم اذًا مثلھم کی

وعید قرآنی اہلِ ایمان کے اندر کپکپی طاری کرنے کے لیے کافی ہے بشرطیکہ دل کے اندر ایمان ہو۔

نوٹ : جس طرح اہلِ حدیث کے بڑے بھائی اہل قرآن کہتے ہیں کہ اہلِ حدیث کے مدارس میں احادیث کے مقابلہ میں آیات قرآنی کو رد کیا جاتا ہے اور قرآن کا مذاق اڑایا جاتا ہے اس لیے ان مجالس میں بیٹھنا سخت گناہ ہے اسی طرح اس مفسر نے جوش میں آکر فقہ کو قرآن وحدیث کے مخالف قرار دیا ہے حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں اگر سنت قرآن مخالف ہوتی تو قرآن میں کبھی اتباع رسول کا حکم نہ ہوتا، اسی طرح اگر فقہ قرآن وحدیث کے مخالف ہوتی تو کبھی قرآن فقہا کی طرف رجوع کا حکم نہ دیتا، جس طرح رسول کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ خدا کے خلاف باتیں کرتا ہے غلط ہے کیونکہ رسول کا منصب ہی یہ ہے : **وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی** کہ رسول اپنی خواہش سے دین میں کچھ نہیں کہتا وہ وہی کہتا ہے جو بذریعہ وحی اس پر آتا ہے۔ اسی طرح مجتہد اور فقیہ کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ قرآن وحدیث کی مخالفت کرتا ہے ان کے منصب سے جہالت کی دلیل ہے ان کا اعلان عام ہے کہ **القیاس مظھرٌ لامثبت** کہ ہم قیاس سے کتاب وسنت کا پوشیدہ مسئلہ ظاہر کر کے بتاتے ہیں کوئی ازخود گھڑ کر بیان نہیں کرتے۔

جب یہ قرآن پاکستان میں چھپا تو مفسر صاحب نے فقہ اور مقلدین کو گویا کافروں سے ملا دیا اور جو غیر مقلد لڑکے حنفی مدارس میں پڑھتے ہیں ان کو منافق قرار دے کر کافروں کے ساتھ جہنم میں جمع کر دیا مگر جب یہی تفسیر سعودیہ میں چھپوانی پڑی تو غیر مقلدین پر ایسی کپکپی طاری ہوئی کہ اس میں بین القوسین عبارت کو حذف کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ لاہور میں قرآن کی تشریح اور ہوتی ہے اور مدینہ منورہ میں جا کر تفسیر بدل جاتی ہے لیکن سعودی حکومت کے ڈر سے اپنا قرآنی عقیدہ چھوڑ دینا کیا قرآن اور حدیث سے بے وفائی نہیں؟

کیوں رنگ بدلتے ہو گرگٹ کی طرح اپنا

اسی کو کہتے ہیں کہ گنگا پر گئے تو گنگا رام اور جمنا پر گئے تو جمنا داس، لیکن تاڑنے والے بھی قیامت کی نظر رکھتے ہیں۔

(۵) چار مصلے :

آیت : **لا تقم فیہ أبدا**

ترجمہ : آپ اس (مسجد ضرار) میں کبھی کھڑے نہ ہوں

تفسیر : یعنی آپ نے وہاں جا کر نماز پڑھنے کا جو وعدہ فرمایا ہے اس کے مطابق وہاں جا کر نماز نہ پڑھیں چنانچہ آپ نے نہ صرف یہ کہ نماز نہیں پڑھی بلکہ اپنے چند ساتھیوں کو بھیج کر وہ مسجد ڈھادی اور اسے ختم کروادیا۔

اس سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ جو مسجد اللہ کی عبادت کے بجائے مسلمانوں کے درمیان تفریق پیدا کرنے غرض سے بنائی جائے وہ مسجد ضرار ہے اس کو ڈھادیا جائے تاکہ مسلمانوں میں تفریق وانتشار پیدا نہ ہو (لیکن اس اُمت مسلمہ میں ایسے ظالم بھی پیدا ہوئے جنہوں نے تفریق کی بنیاد پر نئی نئی مسجدیں ہی نہیں بنائیں بلکہ خانہ کعبہ کے اندر چار مصلے قائم کر کے مسلمانوں کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کیے رکھا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے سلطان عبدالعزیز فرمانروائے نجد وحجاز کی جنہوں نے خانہ کعبہ سے بدعت اور تفریق کا خاتمہ فرمایا اور مسلمانوں کو کلمہ واحدہ پر جمع کیا (رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ)۔

نوٹ : مفسر جدید نے چار مصلوں کی وجہ سے خانہ کعبہ شریف کو مسجد ضرار سے بھی بدتر قرار دے دیا۔ غیر مقلدین کی معتبر کتاب حقیقۃ الفقہ میں کتاب خبیۃ الاکوان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سلطان بیرس کے زمانہ میں چار قاضی مقرر ہوئے یہ قاضی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی تھے اور ۶۶۵ھ سے اب تک تمام اسلامی ممالک میں یہ چار ہی مذاہب معروف ہیں اور ان چار مذاہب کے علاوہ اہلِ اسلام میں کوئی مذہب پہچانا نہیں جاتا (حقیقۃ الفقہ ص ۸۶) اور اسی کتاب میں نواب صدیق حسن خان (غیر مقلد) کی کتاب ارشاد السائل کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نویں صدی کے اوائل یعنی ۸۰۱ھ سے بادشاہ فرح بن برقوق نے خانہ کعبہ میں چار مصلے بچھائے۔ (حقیقۃ الفقہ ص ۸۶) یہ چار مصلے کب تک رہے؟ اخبار اہلِ حدیث امرتسر ۱۰ر دسمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۳ کالم ۳ پر ہے: الحمد للہ کہ شاہ حجاز ابن سعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی توجہ سے حرم کعبہ میں وحدت قائم ہوگئی مکہ کا سرکاری اخبار ''ام القریٰ'' مورخہ ۲۳ر ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ راوی ہے کہ ''مذاہب اربعہ کے علماء نے جمع ہو کر تجویز کیا کہ حرم شریف میں جماعت ایک ہی ہونی چاہیے جس کی صورت یہ ہوئی کہ دو امام منتخب ہوئے، یہ امام نوبت بہ نوبت نماز کرایا کریں گے مگر جماعت ایک ہی ہوگی، یہ تجویز سلطان ابن سعود کے حضور پیش ہوئی تو انہوں نے اس کو منظور فرمالیا چنانچہ اب حرم میں ایک ہی جماعت ہوتی ہے''۔ اس سے معلوم ہوا کہ نہ چار مذاہب بیرس نے بنائے نہ فرح بن برقوق نے اور نہ ہی چار مذاہب کو سلطان ابن سعود نے ختم کیا، یہ چاروں مذاہب پہلے سے آرہے تھے ان تک ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ البتہ ان چار قاضیوں اور چار مصلوں سے یہ معلوم ہوا کہ اہلِ السنۃ والجماعۃ کے یہ چار ہی مذہب تھے چار ہی ہیں، کسی پانچویں کو اہلِ السنۃ والجماعۃ کہلانے کا کوئی حق نہ تھا نہ ہے اور جب تک چار مصلے اور چار قاضی رہے دنیا کے کسی ملک میں کوئی نیا فرقہ نہ بن سکا اور ان چار مصلوں سے یہ بھی سمجھ میں آتا تھا کہ اگرچہ یہ مصلے چار ہیں مگر قبلہ سب کا ایک ہی ہے۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات. اور یہ اختلاف جہات ہے۔ اسی طرح گو یہ مذہب چار ہیں مگر مقصد سب کا ایک ہے وہ ہے اتباع سنت نبوی اور یہ مذاہب یعنی راستوں کا اختلاف ہے منزل کا اختلاف نہیں۔ اس سے یہ بھی

معلوم ہوا کہ صدیوں تک مذہب اربعہ کے چار قاضی تو رہے لیکن ان صد ہا سال میں کوئی قاضی تو کجا کسی قاضی کا کوئی ایک آدھ چپراسی بھی غیر مقلد نہیں رہا اور صدیوں تک چاروں مذاہب کے امام تو حرم کعبہ میں رہے لیکن اتنی صدیوں میں مکہ مکرمہ کی کسی گلی کا خاکروب بھی غیر مقلد نہیں رہا، مفسر صاحب سے یہی سوال ہے کہ جب تقریباً سات سو سال حرمین شریفین میں چار قاضی رہے اور تقریباً ساڑھے پانچ سو سال حرم کعبہ میں چار مصلے رہے اس وقت بھی حرم کعبہ حرم پاک تھا یا نہیں یا جناب کے نزدیک حرم کعبہ صدیوں تک مسجد ضرار کے حکم میں رہا؟ بہرحال یہ بہت بڑی جسارت ہے جو مفسر صاحب نے چار مصلوں، چار قاضیوں اور چار مذہبوں کو حق مان لیا ہے یا پاکستان میں تفسیر اور ہوتی ہے اور سعودیہ میں جا کر تفسیر بدل جاتی ہے اس طرز سے مفسر اور تفسیر کے بارے میں کوئی سنجیدہ آدمی اچھا تصور نہیں لے سکتا۔

(۶) بریلوی غیر مقلد گٹھ جوڑ :

آیت : یحرفون الکلم عن مواضعه (المائدہ:۱۳)

ترجمہ : اور وہ کلام کو اس کی جگہ بدل دیتے ہیں

تفسیر : حاشیہ نمبر چار میں مفسر جدید فرماتے ہیں ''وہ (یہود) کلمات الٰہی میں تحریف کرنے لگ گئے یہ تحریف لفظی اور معنوی دونوں طرح کی ہوتی تھی جو اس بات کی دلیل تھی کہ ان کی عقل وفہم میں کجی آگئی ہے اور ان کی جسارتوں میں بھی بے پناہ اضافہ ہوگیا ہے کہ کتاب اللہ تک میں تصرف کرنے سے انہیں گریز نہیں۔ بدقسمتی سے اس قساوت قلبی اور کلمات الٰہی میں تحریف سے اُمّت محمدیہ کے فرائض بھی محفوظ نہیں رہے، مسلمان کہلانے والے عوام ہی نہیں خواص بھی جہلاء ہی نہیں علماء بھی ایسے مقام پر پہنچ چکے ہیں کہ وعظ ونصیحت اور احکام الٰہی کی یاد ہانیاں ان کے لیے بے کار ہیں وہ سن کر ان سے ذرا اثر قبول نہیں کرتے اور جن غفلتوں اور کوتاہیوں کا وہ شکار ہیں ان سے تائب نہیں ہوتے اسی طرح اپنی بدعات خود ساختہ مزعومات اور اپنے فقہی جمود کے اثبات کے لیے انہیں کلام الٰہی میں تحریف کرنے سے بھی باک نہیں وہ حسب ضرورت بڑے دھڑلے سے یہ کام کر گزرتے ہیں۔ تحریف لفظی کی دو مثالیں ہم سورۃ النساء کی آیت ۷۷ کے تحت ذکر کر آئے ہیں۔ (اس قسم کی تحریفات لفظی احادیث میں بھی کی گئی ہیں اور معنوی تحریفات کا تو کوئی شمار ہی نہیں اس کے لیے بطور خاص مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ قرآن کنز الایمان اور اس کا حاشیہ دیکھ لینا کافی ہے جس میں متعدد مقامات پر یہ یہودی کردار دہرایا گیا ہے۔ (اعاذنا اللہ منه) اس جگہ مفسر صاحب کے تیور دیکھنے والے ہیں وہ فقہی جمود کہہ کر تمام مقلدین ائمہ اربعہ کو محرف قرآن وحدیث قرار دے رہا ہے اور مولانا احمد رضا خان بریلوی پر تو خاص نظر عنایت ہے کہ ان کو تحریفات کی وجہ سے یہودی کردار کا شاہکار ثابت کیا جا رہا ہے لیکن یہ سارا شور وشر، لاہور والے ایڈیشن صفحہ ۱۴۰ حاشیہ ۴ پر ہی ہے

دوسرے ایڈیشن صفحہ ۲۹۰ حاشیہ ایک سے بین القوسین عبارت تقریباً حذف کردی گئی ہے۔ مفسر جدید کی پہلے ایڈیشن میں اُچھل کود بھی قابل دید ہے اور دوسرے ایڈیشن میں سجدہ سہو بھی قابلِ حیرت، آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟

(۷) دین میں ناحق غلو جائز نہیں :

آیت : قل یآ اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق (المائد:۷۷)

ترجمہ : کہہ دیجیے: اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو۔

تفسیر : اس پر حاشیہ ۶ میں مفسر جدید لکھتے ہیں ''غلو ہر دور میں شرک اور گمراہی کا سب سے بڑا ذریعہ رہا ہے، انسان کو جس سے عقیدت اور محبت ہوتی ہے وہ اس کی شان میں خوب مبالغہ کرتا ہے وہ امام اور دینی قائد ہے تو اس کو پیغمبر کی طرح معصوم سمجھنا اور پیغمبر کو خدائی صفات سے موصوف ماننا عام بات ہے، بدقسمتی سے مسلمان بھی اس غلو سے محفوظ نہیں رہ سکے انہوں نے بعض ائمہ کی شان میں بھی غلو کیا اور ان کی رائے اور قول حتی کہ ان کی طرف سے منسوب فتوٰی اور رفقہ کو بھی حدیث رسول کے مقابلے میں ترجیح دی (اور انہی میں سے ایک گروہ نبی کریم ﷺ کی شان میں غلو کر کے انہیں نور من نور اللہ، عالم ماکان و ما یکون، حاضر و ناظر، نافع و ضار سمجھتا ہے بلکہ قبروں میں مدفون بہت سے اہلِ قبور کے اندر بھی وہ کائنات کے اندر تصرف کرنے کا اختیار تسلیم کرتا ہے اور اسی لیے ان سے استغاثہ کرتا ہے ایسے ہی شیعہ حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں)۔'' مفسر جدید نے اس تفسیر میں بریلوی اور شیعہ کو غالی ثابت کیا ہے مگر دوسرے ایڈیشن میں بین القوسین عبارت حذف کردی ہے (دیکھو صفحہ ۲۳۰ حاشیہ ۲ بمقابلہ صفحہ ۱۵۵ حاشیہ ۶)۔ ظاہر ہے بریلوی اور شیعہ نے تو اپنا غلو نہیں چھوڑا مگر مفسر جدید کے نزدیک شاید اب یہ عقیدے غلو نہیں رہے یا کسی اور وجہ سے جناب نے ان پر خصوصی کرم فرمایا ہے، اب تو بریلوی اور شیعہ بھی یہ کہنے میں حق بجانب ہیں۔

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی
یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہوگی

(۸) ولادت مسیح علیہ السلام :

آیت : فحملته فانتبذت به مکانا قصیا (مریم : ۲۲)

ترجمہ : پس وہ حمل سے ہوگئیں اور ایک دُور کی جگہ چلی گئیں

تفسیر : ''یہاں بھی عبارت میں حذف ہے یعنی (حضرت جبرئیلؑ کی گفتگو سے حضرت مریم کچھ مطمئن ہوگئیں جس کے بعد جبرئیلؑ نے ان کے گریبان یا دامن میں پھونک ماری اللہ نے اس پھونک کو ان کے رحم تک پہنچا دیا جس

سے وہ حاملہ ہوگئیں، حمل اور ولادت کے درمیان ۹/ مہینے کا وقفہ رہا یا نہیں؟ اس کی بابت مفسرین میں اختلاف ہے بعض مفسرین فانتبذت میں فا کو ترتیب اور تعقیب کے لیے قرار دے کر کہتے ہیں کہ حمل ٹھہرتے ہی ولادت ہوگئی لیکن امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے کہ فا تعقیب کے لیے ہے لیکن ہر چیز کی تعقیب اس کے حساب سے ہوتی ہے اور قرآن سے انہوں نے کئی مثالیں اس کی پیش کی ہیں اس لیے وہ کہتے ہیں کہ وضع حمل کا مرحلہ ۹/ مہینے کے بعد آتا ہے جس طرح کہ عام عادت ہے)۔ مفسر جدید نے دوسرے ایڈیشن سے یہ پوری عبارت نکال دی ہے (دیکھو! پہلا ایڈیشن صفحہ ۴۰۱ رحاشیہ ۵ بمقابلہ دوسرا ایڈیشن صفحہ ۸۳۷)

(۹) قادیانیوں پر نظرِ عنایت :

آیت : ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا او کذب باٰیٰتہٖ (الانعام : ۲۱)

ترجمہ : اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھے یا اللہ کی آیات کو جھوٹا بتلائے۔

تفسیر : یعنی جس طرح اللہ پر جھوٹ گھڑنے والا (یعنی نبوت کا جھوٹا دعوٰی کرنے والا) سب سے بڑا ظالم ہے اسی طرح وہ بھی بڑا ظالم ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیات اور اس کے سچے رسول کی تکذیب کرے، جھوٹے دعوٰی نبوت کے متعلق اتنی سخت وعید کے باوجود یہ واقعہ ہے کہ متعدد لوگوں نے ہر دور میں نبوت کے جھوٹے دعوے کئے ہیں اور یوں یقیناً نبی ﷺ کی یہ پیشن گوئی پوری ہوگئی کہ ۳۰ جھوٹے دجال ہوں گے ہر ایک کا دعوٰی ہوگا کہ وہ نبی ہے، گزشتہ صدی میں بھی قادیان کے ایک شخص نے نبوت کا دعوٰی کیا اور آج اس کے پیروکار اسے اس لیے سچا نبی مانتے ہیں اور بعض مسیح موعود مانتے ہیں کہ اسے ایک قلیل تعداد نبی مانتی ہے حالانکہ کچھ لوگوں کا کسی جھوٹے کو سچا مان لینا اس کی سچائی کی دلیل نہیں بن سکتا، صداقت کے لیے تو قرآن وحدیث کے واضح دلائل کی ضرورت ہے۔ (اور اس میدان میں یہ ہمیشہ ناکام رہے ہیں حتی کہ قومی اسمبلی میں بھی مرزا ناصر احمد مرزائے قادیان کی صداقت کا اثبات نہ کرسکے جس پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیدیا گیا۔ ہداہم اللہ) یہ مکمل حاشیہ ایڈیشن اول صفحہ ۱۶۸ حاشیہ ۸ پر ہے اور ایڈیشن دوم میں صفحہ ۳۴۷ حاشیہ ۴ سے مابین القوسین عبارت نکال دی ہے، کیا قومی اسمبلی نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا ہے؟ ہر گز نہیں پھر مفسر جدید نے اس کو حذف کیوں کیا؟ کیا پہلے ایڈیشن کے وقت مفسر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت سمجھتا تھا؟ اب ان کو مسلم سمجھنے لگ گیا ہے۔ اس فیصلے کو حذف کر کے شرعی حکم کا بھی انکار کیا گیا اور قانونی فیصلے سے بھی سرتابی کی گئی، آخر کیوں؟ یہ بات تو یاد نہیں آگئی تھی کہ ہمارے اہلِ حدیث بزرگوں نے تو قادیانیوں کو کافر نہیں کہا تو ہم کیوں اسمبلی کا فیصلہ مانیں، چنانچہ مولوی محمد اسماعیل غزنوی نے کہا ''احمدی پکے مسلمان ہیں اور ہمارے بھائی ہیں''۔ (اہلِ حدیث امرتسر ۱۰ر دسمبر ۱۹۲۶ء) آپ کے شیخ الاسلام مولانا

ثناء اللہ امرتسری نے لکھا ''میرا مذہب اور عمل یہ ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے اقتداء جائز ہے چاہے شیعہ ہو یا مرزائی''۔ (اہلِ حدیث امرتسر ۲/اپریل ۱۹۱۵ء) نیز آپ کے شیخ الاسلام لکھتے ہیں ''اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا ہی اختلاف ہو مگر آخر کار نقطہ محمد یت پر جو درجہ ہے ''والذین معہ'' کا سب شریک ہیں گو ان میں باہمی سخت شقاق ہے مگر اس نقطہ محمد یت کے لحاظ سے ان کو باہمی رحماء بینھم ہونا چاہیے، مرزائیوں کا سب سے بڑا مخالف میں ہوں مگر نقطہ محمد یت کی وجہ سے ان کو اس (اسلامی فرقوں) میں شامل سمجھتا ہوں''۔ (اہلِ حدیث امرتسر ۱۶/اپریل ۱۹۱۵ء)

(۱۰) علماءِ حق پر الزام تراشی :

آیت : الم تر الی الذین قیل لھم کفوآ ایدیکم واقیموا الصلٰوۃ . (النساء : ۷۷)

ترجمہ : کیا تم نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں حکم کیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نمازیں پڑھتے رہو۔

تفسیر : اس سے بعض غالی مقلدین نے یہ استدلال کیا ہے کہ نماز میں رکوع جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت رفع یدین نہیں کرنا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے حالت نماز میں ہاتھوں کو روکے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے ان صاحب نے آیت کے الفاظ میں بھی تحریف کی ہے اور معنی میں بھی یعنی لفظی اور معنوی دونوں طرح کی تحریف سے کام لیا ہے۔

(آیت انہوں نے اس طرح نقل کی ہے یآیھا الذین قیل لھم کفوا ایدیکم واقیموا الصلٰوۃ اور ترجمہ کیا ہے اے ایمان والو! اپنے ہاتھوں کو روک رکھو جب تم نماز پڑھو۔ (تحقیق مسئلہ رفع یدین مصنف مولانا ابو معاویہ صفدر جالندھری شائع کردہ ابوحنیفہ اکیڈمی فقیر والی ضلع بہاؤلنگر، تاریخ اشاعت درج نہیں ہے) حالانکہ قرآن کی آیت جس طرح ہے وہ ملاحظہ کی جاسکتی ہے اسی طرح اس کو کوئی تعلق دور اور نزدیک سے مسئلہ رفع یدین سے بھی نہیں ہے لیکن برا ہو تقلیدی جمود کا کہ اس نے ان صاحبان سے قرآن میں لفظی اور معنوی دونوں قسم کی تحریف کا حق ادا کروا دیا ہے اور ان صاحبان سے قبل اسی حلقے کے معروف بزرگ مولانا محمود حسن دیوبندی اللہ تعالیٰ ان کی غلطی معاف فرمائے نے بھی یہی کام کیا ہے انہوں نے تقلید کے اثبات میں آیت گھڑ ڈالی اور کہا کہ قرآن میں یہ آیت بھی موجود ہے جس سے اولی الامر (فقہاء) بھی واجب الاتباع ثابت ہوئے ہیں: فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول واولی الامر منکم. (ایضاح الادلہ ص ۸۷ مطبوعہ مطبع قاسمی مدرسہ اسلامیہ دیوبند طبع دوم ۱۳۳۰ھ) حالانکہ قرآن میں اولی الامر منکم جو مدار استدلال ہے موجود ہی نہیں فالی اللہ المشتکی! ۔ خیال رہے یہ دوسرا ایڈیشن ۲۰ رسال بعد شائع ہوا ہے لیکن اس میں بھی یہ آیت پہلے ایڈیشن کی طرح برقرار رہی ہے کیونکہ سارا استدلال ہی اس ٹکڑے سے ہے جو اپنی طرف سے اضافہ

شدہ ہے قرآن نے یہودیوں کے بارے میں اسی لیے کہا تھا: (اتخذوا احبارھم ورھبا نھم اربابا من دون اللّٰہ) بین القوسین عبارت دوسرے ایڈیشن میں نکال دی ہے دیکھو صفحہ ۱۱۵ر حاشیہ ۴ بمقابلہ صفحہ ۲۳۷ر حاشیہ ۳، اور پہلی عبارت میں بھی کچھ تبدیلی کر دی ہے۔

یہ لوگ کاتب کی غلطی یا بھول کو تحریف کا نام دے کران پڑھ عوام میں اشتعال پیدا کرتے ہیں تحقیق مسئلہ رفع یدین میں یہ کاتب کی غلطی یا بھول ہوئی تو کچھ رسالے فروخت ہونے کے بعد باقی رسالوں میں قلم سے تصحیح کر دی گئی پھر دوسرے ایڈیشن میں آیت اور ترجمہ صحیح کر دیا گیا پھر نظر ثانی کے بعد جو ایڈیشن کراچی میں تحقیق رفع یدین کا نام سے چھپا اس میں یہ استدلال ہی حذف کر دیا گیا اور یہ سب کچھ اس وقت ہو چکا تھا جب کہ ابھی اس مفسر جدید کو حاشیہ لکھنے کا خواب بھی نہیں آیا تھا، اسی طرح ایضاح الادلہ کا جو ایڈیشن کراچی سے ایچ ایم سعید نے شائع کیا اس میں آیت درست کر دی گئی اور وہ ایڈیشن بھی اس وقت چھپ چکا تھا جب اس مفسر کا خیال بھی نہیں تھا کہ میں کوئی تفسیری حاشیہ لکھوں گا۔ اس علمی یتیم فرقہ کا علم سے تو کوئی واسطہ نہیں ساری کتاب میں کوئی کتابت کی غلطی تلاش کر لیں گے اور تحریف تحریف کا شور مچا کر علمی جواب سے سبکدوش ہو جائیں گے بلکہ بعض جگہ یہ بات سامنے آئی ہے کہ یہ لوگ خود کاتب سے ملتے ہیں کہ اس آیت یا حدیث میں یہ غلطی کرنا، ان سے خود غلطی کرواتے ہیں، اکثر کاتب ان پڑھ ہوتے ہیں ان کو کہتے ہیں کہ صحیح یوں ہے پھر جب وہ غلطی چھپ جاتی ہے تو تحریف تحریف کا شور مچاتے ہیں: انا للّٰہ وانا الیہ راجعون تحریفات ان کو نہیں کہا جاتا تحریف تو یہ ہے جیسے کراچی سے غیر مقلدین کے ایک مکتبہ نے صحیح مسلم شریف مترجم شائع کی اور حدیث لاصلوۃ کے آخر سے ''فصاعدا'' کو حذف کر دیا، گوجرانوالہ سے ضعفاء صغیر (نسائی کی) شائع کی اور عیسی بن جاریہ کو منکر الحدیث لکھا تھا اب وہاں منکر کا لفظ تو ہے الحدیث نکال دی اس پر کسی مضمون میں مکمل تحریر پیش کروں گا انشاء اللہ تعالی۔ (بشکریہ ندائے شاہی)

سلسلہ نمبر۲ قسط نمبر۲

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائے ونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر ان کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حُسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی وعنوانات : مولانا سیّد محمود میاں صاحب

جنگِ عظیم، ترکوں کے خلاف عربوں کی بغاوت۔ اہلِ مدینہ کی وفاداری اور اس کی وجہ :

۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم جس میں روس فرانس ایک طرف تھے اور برطانیہ ان کا مددگار تھا۔ دوسری طرف جرمنی تھا۔ ترکوں نے جرمنی کی حمایت کی تو وہ بھی جنگ میں شریک ہو گئے اس موقعہ پر وہ دشمن جو مدتوں سے تقسیم ترکی کی فکر میں تھے، مناسب موقع دیکھ کر وقت کو غنیمت سمجھنے لگے۔ عراق میں مدتوں کی سازشیں، سعودیہ میں سالہا سال کی ریشہ دوانیاں، حجاز میں برسوں کی خفیہ کوششیں، آرمینیا میں قرنوں کی ظاہر اور پوشیدہ کارروائیاں، پیٹرِ اعظم کی قدیم وصیتیں، فرانس اور گلیڈسٹون کی قلبی خواہشیں پھولی اور پھل لانے کے لیے تیار ہو گئیں۔ اس ایک زبان اسلام پر بتیس مسیحی دانتوں سے خوب زور آزمائی کی گئی۔ ہر ایک نے طرح طرح کی دھمکیوں اور قسم قسم کی قوتوں سے اس کو دبانا شروع کیا اس کے بنے بنائے مکمل ڈیڈرنات (جنگی جہاز) جن کو اس نے اپنے خون سے بنوایا تھا اپنی قوم پر فاقے گوارا کر کے جیلوں سے کروڑہا پونڈ نکلوا کر تیار کرائے تھے برطانیہ نے عمداً چھین لیے۔ پھر ہر محاذ پر قوت جنگی جمع کر دی۔ (اسیرانِ مالٹا ص ۹۰ بحوالہ سفرنامہ اسیر مالٹا ص ۷)

ترکوں کے خلاف منصوبہ کا ایک جزو تھا ''عربوں کی بغاوت ترکوں کے خلاف'' چنانچہ عربوں میں قومیت کا احساس پیدا کیا گیا اور موقع بموقع اس کو بڑھایا گیا۔ اس جنگ کے زمانہ میں خدا جانے کتنے انگریز ہوں گے جو

تقریروں اور تحریروں سے عربوں کے جذبۂ قومیت کو اُبھار رہے ہوں گے۔ ان میں کرنل لارینس زیادہ مشہور ہے جس نے اسلام قبول کر کے اصلاح کا بیڑہ اُٹھایا تھا، فصیح عربی میں اس کی شعلہ بار تقریریں عربوں کو مسخر کر لیتی تھیں۔ بہر حال یہ کوششیں کامیاب ہوئیں، عربوں میں ترکوں کے خلاف جذبات پیدا ہو گئے۔ ''شریفِ مکہ'' کی بغاوت اسی کا کڑوا پھل تھا لیکن جب شریف مکہ نے بغاوت کی تو سب عرب اس کے ساتھ ہو گئے۔

اہلِ مدینہ ترکوں کے خلاف بغاوت میں کیوں شریک نہ ہوئے :

البتہ مدینہ منورہ کے لوگ ترکوں کے وفادار رہے اس کی بڑی وجہ وہ سیاسی بصیرت تھی جو حضرت مدنی رحمہ اللہ سے تلامذہ میں پھیلی ہوئی تھی وہ اسے شاطرانِ یورپ کی جنگ زرگری سمجھتے تھے۔ چنانچہ اہل مدینہ آخر تک ترکوں کے وفادار رہے۔ ان کی وفاداری ناقابلِ برداشت تھی۔ ان پر غلہ بند کر دیا گیا حتی کہ حرم رسول ﷺ میں ہزاروں مجاور فاقہ کشی کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔ (ماخوذ از اسیرانِ مالٹا ص ۹۰)

حضرت مدنی قدس سرہ کی حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ سے بے مثال عقیدت :

۱۳۳۰ھ میں جب آپ ہندوستان آئے اور چند ماہ قیام کر کے مدینہ منورہ حاضر ہو گئے تو یہی وہ زمانہ تھا جب انقلاب کی خفیہ تحریکیں ہندوستان میں جاری تھیں اور جنگ یورپ کا میدان تیار ہو رہا تھا۔ آپ نے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے : ''پہلے میں تشدد والی انقلابی پارٹی میں شریک تھا حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ ہمارے امام تھے۔ اسی سلسلہ میں مالٹا کی اسیری کا واقعہ پیش آیا۔'' (مکتوب نمبر ۱۳۳ ص ۲۷۹ جلد اول و مکتوب نمبر ۳۶ جلد دوم ص ۱۵۲)

حضرت شیخ الہند قدس سرہ ۲۹ رشوال ۱۳۳۳ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۱۵ء کو حجاز مقدس روانہ ہوئے تحریک کے کاموں کے لیے حضرت مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا قائم مقام بنایا اور جزوی اُمور حضرت مولانا احمد اللہ صاحب پانی پتی کے حوالہ فرمائے۔ حکومت یو پی نے وارنٹ جاری کر دیا تھا مگر کثیر ہجوم کے باعث جو ہر جگہ رہا سبی تک بھی گرفتاری نہیں ہوئی حتی کہ بمبئی میں انتہائی ہجوم رہا، حکومت یو پی کا تار بمبئی پہنچا تو حضرت کا جہاز جدہ کے لیے روانہ ہو چکا تھا پھر گورنر یو پی نے مرکزی حکومت کے توسط سے عدن اتارنے کے لیے تار دیا۔ یہاں تار دینے والے ڈاکٹر انصاری کے آدمی تھے۔ انھوں نے تار دینے میں اتنی تاخیر کر دی کہ جہاز عدن سے روانہ ہو گیا پھر جہاز کے کپتان کو تار دیا گیا مگر حکومت حجاز اس وقت حجاج کو جزیرہ سعید میں اتار لیتی تھی۔ وہاں تار اس وقت پہنچا کہ حضرت سرزمین حجاز پر اتر چکے تھے۔ بمبئی میں حضرت کے رفقاء سے کہہ دیا گیا تھا کہ آٹھ دس آدمی سی آئی ڈی کے ہیں (انہیں ترکی حکومت نے زیرِ حراست حج کرا کر واپس بھیج دیا)۔ ۲۷ رذی قعدہ کو آپ جدہ سے روانہ ہو کر

۲۸ر ذیقعدہ ۱۳۳۳ھ ۹ر اکتوبر ۱۹۱۵ء کی شام مکہ مکرمہ پہنچے۔ حافظ عبدالجبار علی جان دہلوی کی معرفت جن کا خاندان حضرت سید احمد شہیدؒ اور بعد میں اب تک مجاہدین ستھیانہ سے تعلق رکھتا تھا گورنر حجاز سے ملاقات فرمائی اس نے ہر قسم کی تحریرات دیدیں جو غالب نامہ کے نام سے مشہور ہوئیں (گورنر کا نام غالب پاشا تھا)۔ ایک تحریر گورنر مدینہ منورہ بصری پاشا کے نام ایک ترکی انور پاشا (استنبول) کے نام تھی۔ آپ کے استنبول جانے کے بجائے آپ جب مدینہ منورہ ۶ر محرم ۱۳۳۴ھ کو پہنچے تو وہاں انور پاشا اور جمال پاشا آئے ہوئے تھے ان سے ملاقات ہوئی انہوں نے مزید تحریرات دیں اپنی طرف سے امداد و اعانت کا وعدہ تھا اور ہر شخص کو جو ترکی رعیت یا ملازم ہو حکم تھا کہ مولانا محمود حسن صاحب پر اعتماد کرے اور ان کی اعانت میں حصہ لے۔ آپ نے انور اور جمال پاشا سے یہ خواہش ظاہر کی کہ مجھے براہِ ایران یاغستان پہنچادیں، جمال پاشا نے جواب دیا کہ ہم اس وقت اس سے عاجز ہیں روس نے ایران کے راستہ کو اور انگریز نے عراق کے راستہ کو کاٹ دیا ہے جس کا اصل مقصد ہے کہ ترکی اور افغانستان میں مواصلات نہ رہیں۔ ایران میں روسی فوجیں داخل ہو کر سلطان آباد پر اور عراق میں انگریزی فوجیں کوت العمارہ پر جنگ کر رہی ہیں کوئی اطمینان بخش صورت ہمارے قبضہ میں نہیں ہے آپ کو ہندوستان ہی کے راستہ سے یاغستان جانا چاہیے۔

غرض مدینہ منورہ میں شریفِ مکہ کی علانیہ بغاوت کے جاری ہو جانے کے امکانات ختم ہو گئے تو شریف حسین نے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسنؒ اور ان کے رفقاء کار کو گرفتار کر کے انگریزوں کے حوالہ کر دیا اس وقت حضرت طائف سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے یہ ۶ر شوال ۱۳۳۴ھ کا واقعہ ہے۔ چونکہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کی طرح حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ بھی ترکوں کو کافر نہیں کہتے تھے اور ترکوں کے سلطان کو خلیفۃ المسلمین اور اس کے خلاف بغاوت کو ناجائز سمجھتے تھے انگریزوں اور انگریزی چیزوں اور یورپین تہذیب سے آپ کو نفرت تھی اس لیے وہ بھی مجرم تھے اور یہی نظریات شریفی حکومت کی نظر میں باغیانہ جرائم تھے حضرت مدنیؒ تحریر فرماتے ہیں :

> پولیس کا آدمی مجھ کو اور وحید کو بلانے کے لیے پہنچا۔ وحید (حضرت مدنی رحمہ اللہ کے بھتیجے) موجود نہیں تھا مجھ کو حمید یہ میں لے گئے کمشنر پولیس نے مجھ کو کہا کہ ''تو انگریزی حکومت کو بُرا کہتا ہے اب اس کا مزہ چکھ'' اور قید خانہ میں بھیج دیا۔

اس کے بعد عشاء کے قریب حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کو حراست میں لیا گیا اور اُونٹوں پر سوار کرا کر مسلح گارد کی حفاظت میں جو ساٹھ اونٹوں پر لدی ہوئی تھی جدہ روانہ کر دیا گیا۔ حضرت مولانا تحریر فرماتے ہیں :

> مجھ کو قید خانہ میں کوئی حالت صبح تک معلوم نہ ہوئی صبح کو جب احباب ملنے آئے تب معلوم

ہوئی، تھوڑی دیر کے بعد سید امین عاصم صاحب کے بھانجے زادہ سید احمد جعفری آئے اور کہا کہ سید صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے تیرے چھڑانے کے لیے بہت کوشش کی مگر چونکہ شریف بہت خفا ہے اس لیے کم از کم آٹھ دس دن تک تجھ کو قید خانہ میں رہنا پڑے گا میں نے کہا کہ چونکہ میں مدینہ منورہ سے فقط مولانا کی خدمت کے لیے نکلا ہوں اس لیے مجھ کو خدمت میں رہنا ضروری ہے۔

تفصیل کے ساتھ واقعات ''سفر نامہ شیخ الہند'' اور ''نقشِ حیات'' میں تحریر ہیں بہر حال اللہ تعالیٰ نے حضرت مدنیؒ کے اس اخلاص کو قبول فرمایا اور ''مالٹا'' میں قید میں بھی ساتھ ساتھ رہنا نصیب فرما دیا۔ اور آپ ہی کی طرح کچھ اور حضرات کی بھی یہی خواہش تھی وہ بھی حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مالٹا پہنچا دیئے گئے۔ ان میں سے اس وقت بھی بفضل خدا حضرت مولانا عزیر گل صاحب متع اللہ المسلمین بطول بقاءہٖ سخا کوٹ میں تشریف فرما ہیں۔ [1]

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غیر موجودگی میں اس کارِ عظیم کے لیے حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوری قدس سرہ کو انتخاب فرمایا آپ ان کی نیابت کے فرائض انجام دیتے رہے حتی کہ دنیا سے رخصت ہو گئے جب آپ کی وفات ہوئی تو حضرت شیخ الہندؒ مالٹا میں قید تھے۔

جانشینِ شاہ عبد الرحیم صاحب مولانا شاہ عبد القادر صاحب رائپوری رحمہما اللہ رحمۃ واسعۃ نے لاہور میں صوفی عبد الحمید صاحب مرحوم کے یہاں قیام کے دوران بیان فرمایا کہ ہم سے حضرت شاہ عبد الرحیم صاحبؒ نے بوقت وفات ارشاد فرمایا کہ جب حضرت شیخ الہندؒ مالٹا سے رہا ہو کر تشریف لائیں تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بستہ عرض کرنا کہ ہم ہر خدمت کے لیے تیار ہیں۔ (حامد میاں غفرلہٗ)

یہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندانی ابتدائی تعلیمی وسیاسی اور ابتدائی سلوک وتصوف کے حالات تھے۔

حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق مع اللہ، اتباعِ سنت اور تبحرِ علمی :

راقم الحروف نے جب سے ہوش سنبھالا حضرت اقدس نور اللہ مرقدہ سے یہی سنا کہ آپ دو باتوں پر سب سے زیادہ زور دیتے ایک تعلق مع اللہ پر دوسرے اتباعِ سنت پر اور اپنی تقریر و مواعظ میں احادیث صحیحہ بیان فرماتے تھے اور علماء سے یہی فرماتے تھے کہ صحیح احادیث کا ذخیرہ اتنا زیادہ ہے کہ کمزور یا غلط اور بے سند روایات کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

ان تینوں باتوں پر عمل مشکل ہے۔ پہلی دو چیزوں پر عمل تو خدا کے خاص ہی بندے کر سکتے ہیں ورنہ دامنِ استقامت چھوٹ جاتا ہے اور تیسری بات وسعتِ علمی چاہتی ہے۔

---

[1] ۱۶ ربیع الثانی ۱۴۱۰ھ / ۱۶ نومبر ۱۹۸۹ء بروز جمعرات حضرتؒ رحلت فرما گئے۔ محمود میاں غفرلہٗ

بزرگانِ دین سب ہی متبع سنت ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ انھیں رسول اللہ ﷺ سے سچی محبت ہوتی ہے اور آپ کا اتباع ہی سچی اور جھوٹی محبت کی کسوٹی ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں اسی مفہوم کا ایک باب باندھا ہے باب علامۃ حب اللہ اور دلیل میں قرآن حکیم کی آیت ان کنتم تحبون اللہ فا تبعونی ''یعنی اگر تم کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو'' لائے ہیں اس ترجمۃ الباب کا دوسرا نسخہ باب علامۃ الحب فی اللہ ہے جس کا ترجمہ ہے کہ کسی سے محض اللہ کے لیے محبت کرنا اس محبت کے سچی ہونے کی علامت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی جائے۔

آپ نے اپنے لیے چمڑے کے تکیے تیار کرا رکھے تھے۔ دونوں وقت کھانا، ناشتہ ظہر بعد کی چائے میں سب مہمانوں کے ساتھ ہوتے تھے ایک برتن میں سنت کے مطابق کھاتے تھے گول دسترخوان تیار کرا رکھے تھے تا کہ زیادہ سے زیادہ آدمی ایک ایک برتن میں کھائیں۔

آپ کا لباس سنت کے مطابق تھا حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھر درا لباس پہنا کرتے تھے کان یلبس الخشن آپ کی اچکن بھی گاڑھے کی ہوتی تھی (اگر چہ وہ گاڑھا اچکن کی وضع کا ہوتا تھا)۔ کپڑوں کی وضع وہ ہوتی تھی جو علماء نے لباس نبوی کے بارے میں طے کی ہے۔ وفات تک اسی کے پابند رہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ (عمدہ) لباس کی مخالفت فرماتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفاء میں جو واقعات دیئے ہیں ان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں باریک کپڑے پہننا ایک قابلِ مسئولیت امر تھا۔ گویا عمدہ لباس ان کی نظر میں آرام طلبی اور.......... کی طرف ایک قدم تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ طریقۂ نقشبندیہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے حضرات عزیمت پر عمل کرتے ہیں اس کا مطلب یہی ہے کہ دو کاموں میں جو افضل اور اولیٰ ہو اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ یہی خصوصیت اکابر دیوبند میں سے ان حضرات میں نمایاں رہی ہے۔ ورنہ عمدہ قسم کا کپڑا استعمال کرنا بھی شرعاً جائز اور بالکل درست ہے۔ اور اکابرینِ حلقۂ دیوبند ہی میں ایک کثیر تعداد اس پر عمل کرتی رہی ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خود عمدہ قسم کا کپڑا استعمال فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے اذا اشار اشار بکفہ یعنی جب آپ ﷺ کسی طرف اشارہ فرماتے تھے تو ایک انگلی سے نہیں بلکہ پورے ہاتھ سے اشارہ فرماتے تھے سب انگلیوں سمیت سیدھے ہاتھ سے۔

دورانِ درس :

دیوبند میں درسِ حدیث کے وقت ہم نے دیکھا کہ آپ نے جب بھی کسی کی طرف اشارہ کیا تو اسی طرح کیا اور

ہمیں اس حدیث کی عملی تفسیر دیکھنے کو ملی گویا دن رات کی عام عادات میں بھی آپ سعی اتباع سنت فرماتے تھے اور شریعت کی یہی تعلیم ہے تاکہ انسان کا رہنا سہنا بھی سب عادت ہو جائے۔

ایثار و توکل کی تعلیم :

آپ کی باہر کی زندگی اور گھریلو زندگی دونوں ہی سنت کے موافق اور مامور بہ میں افضل حالت پر مشتمل تھیں۔ ایک دفعہ گھر میں آپ نے بڑی صاحبزادی صاحبہ کو زیور بنوا کر دیا اور عوتوں کو زیور سے انس ہوتا ہے لیکن کچھ عرصہ بعد آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کافی دنوں پہن لیا اب یہ فلاں (مستحق عورت) کو دیدو انھوں نے وہ دے دیا اس طرح آپ کی گھریلو زندگی کا ایک نمونہ سامنے آتا ہے کہ بچی کا شوق بھی پورا فرمادیا پھر ان کی تربیت بھی فرمائی کہ اپنی ہی طرح ایثار کی عادت کا سبق دیا اپنی ہی طرح فیاضی سکھائی دنیا سے بے رغبتی آخرت کے لیے سامان اور آئندہ کے لیے خدا کی ذات پر توکل کی تعلیم دی۔

بیعت اور پردہ کی پابندی :

آپ کے گھر میں کوئی آئے یا آپ خود کہیں تشریف لے گئے ہوں کبھی عورتوں سے بے پردگی نہیں ہونے دی اپنے گھر میں اور باہر عمل یکساں تھا۔ انہیں بیعت بھی اسی طرح فرماتے تھے کہ درمیان میں پردہ ہوتا تھا اور کوئی دراز کپڑا لے لیا جاتا تھا جس کا ایک سرا آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور دوسری جانب عورتوں میں ڈالدی جاتی تھی کہ وہ اسے پکڑ لیں۔ آپ زبان سے کلمات ارشاد فرماتے جاتے تھے اور وہ دہراتی جاتی تھیں۔

حدیثِ پاک میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہی نقل فرماتی ہیں :

ولا واللّٰہ ما مست یدہ یدامرأۃ قط فی المبایعۃ مابایعھن الا بقولہ قد بایعتک علی ذالک (بخاری ص ۷۲۶)

بیعت میں وہی کلماتِ احکام بیشتر استعمال ہوتے ہیں جو سورۂ ممتحنہ میں آئے ہیں یہ اختیار ہوتا ہے کہ شیخ کسی خاص گناہ نہ کرنے کے عہد کا بھی کلماتِ بیعت میں اضافہ کردے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بنگال میں ''ساڑی'' نہ پہننے کے عہد کا اضافہ فرمایا تھا تاکہ ہندو عورتوں سے تشبہ نہ رہے۔

مرد ہو یا عورت بیعت میں کوئی ضروری نہیں کہ کپڑا پکڑایا جائے زبانی ہی زبانی کلمات دہرانے سے بھی بیعت ہوتی ہے اور خط و کتابت سے بھی ہوتی ہے۔

اگر ایک ایک مرد بیعت ہو رہا ہو تو اس کا ہاتھ ہاتھ میں لیا جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے۔

کلماتِ بیعت :

بیعت کے وہ کلمات جو ''بیعتِ عقبہ'' کے موقع پر احادیث میں صلح حدیبیہ کے بعد قرآن کریم میں آئے ہیں ان ہی پر آپ بیعت لیا کرتے تھے اگر کسی جگہ کسی غیر شرعی کام کا رواج ہوتا تھا تو اسے ختم کرنے کے لیے بیعت لیا کرتے تھے جیسے بنگال میں ''ساڑی'' کا رواج ختم کرنے کے لیے اس کے مناسب کلمات کا اضافہ فرمادیا تھا۔ حضرت عمر بن العاص، حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیعت میں اور الفاظ تھے، بعض دفعہ بیعت توبہ بھی ہوئی ہے اس سلسلہ میں پہلی اُمتوں میں ایک قاتل کے بیعت توبہ کا ذکر آتا ہے اور غزوۂ تبوک میں جو لوگ نہیں گئے تھے ان کے بارے میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انھیں بیعت فرمایا و استغفر لھم فبایعھم و استغفر لھم۔ (بخاری ص،)

ان روایاتِ صحیحہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ بیعت کی بہت سی قسمیں ہیں جو احادیث مقدسہ میں آئی ہیں اور یہ ''بیعتِ جہاد'' کے علاوہ ہیں۔ بیعت تسلیم خلافت بھی چلی آ رہی ہے وہ سب صحابۂ کرام کا طریقہ رہی ہے حدیث کی سب کتابوں میں یہ روایتیں موجود ہیں۔

بیعت کی اصل :

قرآن کریم میں جہاد کے سوا، بیعت کا ذکر سورۂ ممتحنہ میں آتا ہے۔

نیز اس قاعدہ سے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے خصوص مورد کا نہیں ہوتا۔ (بخاری شریف ص ۶۴۸ و ص ۶۷۸) ؎۲

آیت مبارکہ ان الذین یبایعونک میں رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی فضیلت کا ذکر ہے۔

احادیثِ مبارکہ میں جہاد کی فرضیت سے پہلے بھی بیعت کا ذکر آتا ہے۔ ہجرت سے قبل کم از کم تین بار ایسا ہوا ہے کہ مدینہ منورہ میں پہنچے ہوئے صحابۂ کرام کی تبلیغ سے جو حضرات داخلِ اسلام ہوئے وہ حج کے موقع پر مکہ معظمہ آئے اور رسول اللہ ﷺ سے منیٰ کے مقام عقبہ پر رات کی تنہائی میں ملے، یہ بیعت نیک کاموں کے لیے تھی ان میں ایک صحابی حضرت عبادہؓ ہیں وہ اس وقت کے بیعت کے کلمات بھی ارشاد فرماتے ہیں :

؎۲ بخاری شریف کے صفحہ ۶۴۸ کے حوالہ سے حضرت ؒ کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس کو حضرت عبداللہ بن معقلؓ نے حضرت کعب بن عجرہؓ سے نقل کیا ہے وہ فدیہ کا ذکر فرمانے کے بعد حدیث کے آخر میں فرماتے ہیں فنزلت فی خاصة وھی لکم عامة فدیہ کے متعلق یہ کلمات اگرچہ خاص ان کے متعلق ہیں مگر باقی اُمت کے لیے بھی عمومیت کے ساتھ فدیہ کا یہی حکم ہوگا اور ص ۶۷۸ سے اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جس میں ایک صاحب نے نبی علیہ السلام کی خدمت میں آکر اپنے سے صادر ہونے والے ایک گناہ کی تلافی کے بارے سوال کیا تو قرآن پاک کی آیت واقم الصلٰوة طرفی النھار ..... الآیة نازل ہوئی تو ان صاحب نے نبی علیہ السلام سے دریافت کیا الی ھذہ قال لمن بھا من امتی یعنی یہ آیت خاص میرے ہی لیے ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا جو بھی میری اُمت میں سے ایسا کرے اس کے لیے بھی یہی ہے۔ محمود میاں غفرلہ

بیعت کی حدیث :

(اخبرنی) ابو ادریس عائذ اللّٰہ ان عبادۃ بن الصامت من الذین شھد وابد رامع رسول اللّٰہ ﷺ ومن اصحابہ لیلۃ العقبۃ اخبرہٗ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال وحولہ عصابۃ من اصحابہ تعالوا بایعونی علیٰ ان لا تشرکوا باللّٰہ شیئا ولا تسرقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تأ توا ببھتان تفترونہ بین ایدیکم وارجلکم ولا تعصو نی فی معروف فمن وفی منکم فاجرہ علی اللّٰہ .

حضرت عبادۃؓ ہی سے بخاری شریف میں اس سے آگے دوسری حدیث شریف میں آتا ہے :

انی من النقباء الذین بایعوا رسول اللّٰہ ﷺ وقال بایعناہ علی . (الحدیث) .

(بخاری شریف ص ۵۵۰)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ایک موقع پر خود رسول اللہ ﷺ کی تعریف ان کلمات سے کی تھی :

انک لتصل الرحم وتحمل الکل وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق.

آپ صلۂ رحمی فرماتے ہیں اور ضعیف و بے روزگار آدمی کا بوجھ اُٹھا لیتے ہیں ۔مہماں نوازی فرماتے ہیں اور آفات سماویہ کے مصیبت زدگان کی امداد فرماتے ہیں۔

اور بخاری شریف ہی میں جوارِابی بکر رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں ابن الدَّغِنَہ کے الفاظ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف میں بعینہٖ یہی آتے ہیں اس سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت معلوم ہوتی ہے کہ ان کی طبیعت مبارکہ نے رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم سے کامل ترین مناسبت پائی تھی ۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ اوصاف اوصاف کمالیہ کی جڑ ہیں باقی اخلاقِ حسنہ پیدا ہوتے چلے جاتے ہیں ۔یہ نظریہ کفار میں بھی شاید تعلیمات انبیاء کرام کی بقایا میں چلا آرہا ہو جسے اسلام نے بھی درست قرار دیا اور اگر چودھویں صدی میں اپنی رسائی کے مطابق ان محاسنِ کریمہ کی ایسی جامع شخصیت دیکھنی چاہیں جس میں یہ اوصاف کمال درجہ کے پائے جاتے ہوں تو وہ حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ کی شخصیت ہے۔

اسی لیے حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری قدس سرہ قطب ارشاد پاکستان فرماتے تھے کہ ''میں علی وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ دنیا میں حضرت مدنی قدس سرہ جیسا کوئی بزرگ جامع کمالات نہیں ہے۔'' اور کبھی وہ یہ جملہ ایک تمہید

کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اولیاء اللہ کو (باطنی نظر سے دیکھنے کا شوق ہے اور میں حج کے موقعہ پر جب ساری دنیا سے اولیاء کرام وہاں جمع ہو جاتے ہیں مسجد میں بیٹھ کر (بنظر کشفی) دیکھتا ہوں ان میں میں نے حضرت مدنی (رحمۃ اللہ علیہ) جیسا کوئی نہیں دیکھا اس لیے میں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں الخ

سخاوت وشجاعت :

حدیث پاک میں متعدد جگہ آتا ہے : **کان رسول اللہ ﷺ اجود الناس واشجع الناس** رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ بہادر تھے۔

حضرت مدنی نوراللہ مرقدہ کی سخاوت تو اس درجہ تھی کہ ہر کس و ناکس جانتا ہے۔ مختصراً اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ **کاد ان یکون لاء ہ نعم** کہ گویا انکار جانتے ہی نہ تھے اپنے آپ قناعت سے رہنا پسند تھا اور دوسرے سائلین کے لیے سخاوت۔

سخاوت ہی کی قسم ہے عفو و درگزر وہ اس درجہ زیادہ تھا کہ جانی دشمنوں نے بھی جب معافی چاہی تو آپ نے معاف فرمادیا۔

۴۶ء و ۴۷ء میں آپ کے ساتھ جگہ جگہ غنڈہ گردی اور توہین آمیز سلوک کیا گیا تھا جو لوگ پیش پیش تھے وہ طرح طرح کے آلام کا شکار ہوئے۔ موقع ہوا تو بطور عبرت ہم چند عبرت انگیز واقعات دیدیں گے جو طبع ہو چکے ہیں اس وقت تو صرف یہ کہنا ہے کہ ایک دفعہ ایک اسی قسم کے شخص نے ہوائی اڈہ پر یہ تلاش شروع کی کہ کوئی شخص دہلی جانے والا ہے ایسا آدمی ملنے پر اس نے دریافت کیا کہ کیا وہ اس کا یہ پیغام حضرت مدنی (رحمۃ اللہ علیہ) تک پہنچادے گا کہ میں وہ ہی شخص ہوں جس نے ایسا ایسا سلوک کیا تھا اور اسے اس کی پاداش میں یہ یہ سزا مل چکی ہے اب معافی چاہتا ہوں وہ پیغام لانے والا شخص حضرت استاذ الاساتذہ شیخ الفقہ والادب مفتی دارالعلوم دیوبند و نائب ناظم تعلیمات و خازن دارالعلوم دیوبند مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ سے ملا اور ایسے انداز میں حال سنایا کہ وہ بہت متاثر ہوئے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عشاء کے قریب حاضر ہوئے واقعہ اور پیغام عرض کر کے سفارش کی کہ اسے معاف فرمادیا جائے۔ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے سب اہلِ مجلس بھی بالکل خاموش رہے حضرت شیخ الادب نے کچھ وقفہ کے بعد مہر سکوت توڑی اور دوبارہ سفارش فرمائی کہ حضرت تو بڑے بڑے لوگوں کو معاف فرماتے رہتے ہیں اور معاف فرمانا جناب کی عادت ہے اس دفعہ حضرت نے جواباً فرمایا معاف کیا۔

یہی واقعہ ہے یا دوسرا اس سے ملتا جلتا واقعہ وہ کتاب ''حیرت انگیز واقعات'' میں ص ۴۸ و ۵۲ پر ذکر کیا گیا ہے۔

وتبتل الیہ تبتیلا (قرآن حکیم) آپ کا عمل اس آیت کی تفسیر تھا :

ایک دفعہ اہلیہ محترمہ نے صاحبزادی کے نکاح کے سلسلے میں انتظام کرنے کی طرف توجہ دلائی اثناء گفتگو زبان سے یہ جملہ بھی نکلا کہ کیا آپ کو کوئی تعلق نہیں ہے؟ جواباً ارشاد فرمایا ''مجھے سوائے اپنے اللہ کے اور کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے اس کے بندوں سے صرف اس قدر تعلق ہے کہ میں قیامت میں مواخذہ سے بچ جاؤں۔'' اس کے بعد ان کا عقد نہایت درجہ سادگی سے کیا جیسے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابۂ کرام ؓ کا طریق تھا۔

یہ تو آپ نے اہلیہ محترمہ سے دل کی کیفیت بتلائی اور عمل یہ تھا کہ ان صاحبزادی ''ریحانہ'' صاحبہ کو پیار میں کبھی چاند اور کبھی سورج فرماتے تھے یہ آپ کی پہلی ہی صاحبزادی تھیں جن کا عقد ہو رہا تھا ان سے اتنا زیادہ تعلق تھا کہ جیل سے بھی ان ہی کے نام بیشتر خطوط اور کبھی تحائف کے پارسل ارسال فرماتے رہتے تھے۔(ملخصاً از واقعات ص ۷۵)

اپنے لیے تعظیماً کھڑا ہونا سخت ناپسند تھا اگر لوگ نہیں مانتے تھے تو آپ اسی طرح کھڑے رہتے تھے اور لوگوں کو بٹھا کر پھر بیٹھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد سے استدلال فرمایا کرتے تھے **لا تقوموا لی کما یقوم الا عاجم۔**

بدن دبوانا پسند نہیں تھا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جب آپ زیادہ تھکے ہوئے ہوتے تھے تو خصوصاً منع فرماتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میری نظر سے کوئی حدیث ایسی نہیں گزری جس میں رسول اللہ ﷺ سے بدن دبوانا ثابت ہو۔

مرض وفات کے دوران کمزوری کا یہ عالم ہو گیا تھا کہ بغیر سہارا بیٹھ نہ سکتے تھے مگر غذا کے وقت تکیہ سے ضرور علیحدہ ہو جاتے تھے سب اہلِ خانہ کا اصرار ہوتا کہ ٹیک ہی لگا کر کھانا تناول فرمالیں مگر صاف فرمادیتے نہیں بھائی یہ سنت کے خلاف ہے اور پھر ٹیک لگائے بغیر غذا تناول فرماتے۔(واقعات ص ۷۴ ملخصاً)

مولانا فرید الوحیدی صاحب جو حضرت مدنی رحمہ اللہ کے پوتے ہوتے ہیں (ان کے والد مولانا وحید احمد صاحب مدنی رحمہ اللہ حضرت کے سگے بھتیجے تھے۔(حضرت مولانا صدیق احمد رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تھے جو حضرت کے بڑے بھائی تھے) اور مولانا وحید اسارت مالٹا میں بھی ساتھ رہے تھے) تحریر فرماتے ہیں :

> خواتین کو بیعت کرنے کا طریقہ یہ تھا کہ ایک لمبا کپڑا عمامہ وغیرہ کا لے کر ایک سرا خود پکڑتے اور دوسرا سرا پس پردہ سے خاتون پکڑتیں پھر کلماتِ بیعت تلقین فرماتے۔

خواتین کی درخواستیں اور پریشانیاں عموماً اہلِ خانہ کے واسطے سے سنتے اور جوابات، دعائیں، مشورے یا تعویذ دیتے۔ دیہاتی عورتیں کبھی کبھی اہلِ خانہ کی نظر سے بچ کر مطالعہ گاہ تک پہنچ جاتی تھیں تو آپ دوسری طرف رخ پھیر لیتے تھے اور موجود خادم بچہ اہلیہ محترمہ یا صاحبزادیوں کو آواز دیدیتے تھے اور یہ صورت ختم ہو جاتی تھی (واقعات ص ۷۴ وص ۷۵ ملتقطا)

مولانا فرید الوحیدی صاحب اور ان کے بہن بھائیوں اور والدہ سب ہی کا تکفل اعلیٰ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ تھا۔ اس طرح یہ حضرات گویا گھر کے ہی ایک فرد تھے۔

ڈاڑھی نہ رکھنے پر خفگی :

وہ فرماتے ہیں ''گھر میں شریعت کی پابندی کا بے حد لحاظ رکھتے اور سب ہی افرادِ خاندان کو تاکید بلکہ ضرورت کے وقت تنبیہ فرماتے رہتے اس باب میں کسی کی ادنیٰ رعایت بھی ملحوظ نہ تھی۔ میری ہمشیرہ عزیزہ صفیہ خاتون کے شوہر ضیاء الحسن صاحب فاروقی لیکچرار جامعہ ملیہ کالج جو آج کل ڈاکٹریٹ کے لیے کینیڈا گئے ہوئے ہیں انہوں نے شادی کے بعد ڈاڑھی صاف کرادی رشتہ نازک اور حضرت فی الجملہ ہمشیرہ مذکورہ کی خاطر بھی عزیز رکھتے تھے اس کے باوجود موصوف سے خفا ہوگئے اور جب انھوں نے ڈاڑھی رکھ لینے کا وعدہ کیا تو خوش ہوئے اور دعا کرنے کا وعدہ کیا۔ (واقعات ص ۷۵)

ڈاڑھی نہ رکھنے پر ناراضگی آخری دور میں شدید ہوگئی تھی اگر کوئی یہ عذر کرتا تھا کہ ڈاڑھی سے ترقی میں رکاوٹ ہوتی ہے تو فرمایا کرتے تھے کہ سکھوں کو کیسے ترقی ہورہی ہے ڈاڑھی سے ان کی ترقی میں کیوں رکاوٹ نہیں ہوتی۔

(جاری ہے)

بقیہ: فہم حدیث

پیش کش اگر مجھے کی جاتی (اور اُس کی خصوصیات اگر مجھ میں رکھی جاتیں) تو میں ناپسند نہ کرتا۔

فائدہ : ابن صیاد کا قول جو حدیث کے آخر جملہ میں نقل ہوا باعث کفر ہے کیونکہ یہ دجال (اور کافر) ہونے پر رضامندی بتا رہا ہے جو خود کفر کی بات ہے۔

عن جابر قال فقدنا ابن صیاد یوم الحرة. (ابو داوٗد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے (یزید کی فوج اور اہل مدینہ کے درمیان ہونے والی) جنگ حرہ میں ابن صیاد کو گم پایا (یعنی اس کے بعد سے ہمیں وہ نظر نہیں آیا)۔

فائدہ : بعض روایتوں میں آتا ہے کہ اس نے مدینہ منورہ میں وفات پائی تھی ممکن ہے جنگ حرہ ہی میں وہ مرگیا ہو۔

(جاری ہے)

از مولانا حالیؔ

عرضِ حال

بحضورِ محبوبِ باری صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

☆

اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دُعا ہے
اُمّت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریبُ الغُربا ہے

وہ دِین ہوئی بزمِ جہاں جس سے چراغاں
اب اُس کی مجالس میں نہ بتّی نہ دِیا ہے

وہ دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان
اب اُس کا نگہبان اگر ہے تو خُدا ہے

فریاد ہے اے کشتیٔ اُمّت کے نگہبان
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

ہم نیک ہیں یا بَد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نِسبت بہت اچھی ہے اگر حال بُرا ہے

دولت ہے نہ عزّت نہ فضیلت نہ ہُنر ہے
اِک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مِٹ جائے نہ آخر
مُدت سے اِسے دَورِ زماں میٹ رہا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اِس سے یہ ظاہر کہ یہی حُکمِ خدا ہے

کل دیکھیئے پیش آئے غُلاموں کو ترے کیا
اب تک تو ترے نام پہ اِک ایک فدا ہے

گر دین کو جوکھوں نہیں ذلّت سے ہماری
اُمّت تیری ہر حال میں راضی برضا ہے

☆

باب :۴ قسط : ۴۳

فہمِ حدیث

☆

قیامت اور آخرت کی تفصیلات

﴿حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب﴾

ابن صیاد کی حقیقت :

ابن صیاد یہودی ماں باپ کا لڑکا تھا جس پر جنات کا غلبہ تھا۔ یہ بعد میں مسلمان ہو گیا تھا لیکن اس کی کچھ باتیں دجال سے ملتی جلتی تھیں اس لیے نبی ﷺ کے دور میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہی وہ دجال ہو جو اب پیدا ہوا ہے اور دجال کے طور پر اس کا قربِ قیامت میں ظہور ہو۔ لیکن راجح بات یہی ہے کہ وہ دجال سے علیحدہ شخصیت تھی کیونکہ ایک حدیث میں ہے :

عن جابر قال سمعت النبی ﷺ یقول قبل ان یموت بشھر.... اقسم باللّٰہ ما علی الارض من نفس منفوسة یأ تی علیھا مائة سنة وھی حیة یومئذ (مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی وفات سے ایک مہینہ پیشتر میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا.... اللہ کی قسم آج روئے زمین پر کوئی جاندار ایسا نہیں ہے کہ اس پر اگلے سو سال گزریں اور وہ زندہ ہو (یعنی اس وقت روئے زمین پر جو کوئی بھی جاندار ہے وہ اگلے سو سال سے زائد زندہ نہ رہے گا اس سے پہلے ہی اس کی موت آجائے گی۔ اس حدیث کی رو سے ابن صیاد کی بھی وفات ہو چکی ہے)۔

عن ابی بکرة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یمکث أبَوَا الدّجال ثلا ثین عاما لا یولد لھما ولد ثم یولد لھما غلام أعور أضرس واقله منفعة تنام عیناہ ولا ینام قلبه ثم نعت لنا رسول اللّٰہ ﷺ ابویه فقال طوال ضرب اللحم کان انفه منقار وأمه امراة فرضاخیة طویلة الیدین فقال ابوبکرة فسمعنا بمولود فی الیھود بالمدینة فذ ھبت أنا والزبیر بن العوام حتی دخلنا علی ابویة فاذا نعت رسول اللّٰہ ﷺ

فیهما فقلنا هل لکما ولد فقالا مکثنا ثلاثین عاما لا یولد لنا ولد ثم ولد لنا غلام اعور اضرس واقله منفعة تنام عیناه ولا ینام قلبه قال فخرجنا من عندهما فاذا هو منجدل فی الشمس فی قطیفة وله همهمة فکشف عن راسه فقال ماقلتما قلنا وهل سمعت ماقلنا قال نعم تنام عینای ولا ینام قلبی (ترمذی)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال کے والدین کے ہاں (نکاح کے بعد) تیس سال تک اولاد نہ ہوگی پھر ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو ایک آنکھ سے کانا ہوگا، اس (کی کچلی) کا دانت غیر معمولی بڑا ہوگا اور وہ (اپنے والدین اور دیگر لوگوں کے لیے) بے فائدہ ہوگا (نیند میں) اس کی آنکھیں سوتی ہوں گی لیکن اس کا دل بیدار ہوگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس کے والدین کے کچھ اوصاف ذکر کیے۔ فرمایا اس کا باپ بہت لمبا، کم گوشت (یعنی دبلا) ہوگا، اس کی ناک ایسی ہوگی گویا چونچ ہے۔ اس کی ماں خوب ڈیل ڈول والی اور لمبے لمبے ہاتھوں والی ہوگی۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے مدینہ کے یہود میں اسی طرح کے ایک بچے کے بارے میں سنا تو میں اور زبیر بن عوام (رضی اللہ عنہ) اس کے والدین کے پاس گئے تو جو باتیں (دجال کے والدین کے بارے میں) آپ ﷺ نے فرمائیں تھیں وہ ان میں تھیں۔ ہم نے اُن سے پوچھا کیا تمہارا کوئی بچہ ہے انہوں نے بتایا کہ شادی کے تیس سال تک ہماری کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ پھر ہمارے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا جو ایک آنکھ سے کانا ہے، اس (کی کچلی) کا دانت خاصا بڑا ہے اور وہ (ہمارے) کسی کام کا نہیں ہے (نیند میں) اس کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے۔ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پھر ہم ان کے پاس سے نکلے تو ابن صیاد کو دھوپ میں زمین پر ایک چادر میں پڑے پایا اور وہ کچھ بڑ بڑا رہا تھا۔ ابن صیاد نے اپنے سر سے چادر ہٹائی اور ہم سے پوچھا تم دونوں نے کیا کہا تھا۔ ہم نے پوچھا کیا جو بات ہم نے کی تو نے سن لی تھی اس نے جواب دیا کہ ہاں (کیونکہ نیند میں) میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل بیدار رہتا ہے (اور اس کے ساتھ یا تو کان بھی کام کرتے رہتے ہیں یا پھر جنات بتا دیتے ہیں)۔

عن ابن عمرؓ قال لقیته وقد نفرت عینه فقلت متٰی فعلت عینک ما اری قال لا ادری قلت لا تدری وهی فی رأسک قال ان شاء اللّٰه خلقها فی عصاک قال فنخر کاشد نخیر حمار سمعت (مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک مرتبہ) میری ملاقات ابن صیاد سے ہوئی۔ اس کی آنکھ سُوجی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا تیری آنکھ خراب دیکھتا ہوں یہ کب خراب ہوئی۔ اس نے جواب دیا مجھے معلوم نہیں میں نے کہا تجھے معلوم نہیں حالانکہ وہ تیرے ہی سر میں تو ہے (یعنی تیرے اپنے جسم کا اتنا قریبی اور حساس حصہ ہے پھر بھی تجھے معلوم نہیں) اس نے جواب دیا اگر اللہ چاہیں تو (ایسی کوئی) بات (یعنی سوجن اور ورم) تمہاری لاٹھی میں پیدا فرمادیں (اور تمہیں خبر بھی نہ ہو حالانکہ یہ بھی تو تمہارے کتنے قریب ہے پھر اس نے بری طرح کی آواز نکالی (جو) گدھے کی سی سخت آواز کی طرح (تھی) جو میں نے سنی ہو۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال لقیه رسول اللّٰه ﷺ وأبوبکر وعمر یعنی ابن صیاد فی بعض طرق المدینة فقال له رسول اللّٰه ﷺ اتشهد أنی رسول اللّٰه فقال هواتشهد انی رسول اللّٰه فقال رسول اللّٰه ﷺ آمنت باللّٰه وملائکته وکتبه ورسله ماذا تری قال أرٰی عرشا علی الماءِ فقال رسول اللّٰه ﷺ ترٰی عرش ابلیس علی البحرقال وما ترٰی قال أرٰی صادقین وکاذبا أوکاذ بین وصادقا فقال رسول اللّٰه ﷺ لبس علیه فدعوه (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مدینہ منورہ کے کسی راستہ میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ابن صیاد سے ہوئی (جبکہ وہ قریب البلوغ تھا)۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے جواب میں کہا (میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اُمیوں یعنی عربوں کے رسول ہیں۔ پھر کہا) کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں (بھی) اللہ کا رسول ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تو اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں (میرے بعد تو کوئی نبی ورسول ہی نہیں لہٰذا میں تجھے نبی نہیں مانتا۔ پھر چونکہ آپ نے اس کے بارے میں سنا تھا کہ وہ غیر معمولی طور پر بڑبڑاتا ہے اور کچھ غیر معمولی باتیں کرتا ہے تو تحقیق حال کے لیے آپ ﷺ نے اس پوچھا کہ) تو کیا دیکھتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں پانی پر عرش دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (تیری بات کی حقیقت یہ ہے کہ) تو سمندر پر ابلیس کا عرش دیکھتا ہے (کیونکہ وہ اپنا عرش وہیں لگاتا ہے) آپ نے پوچھا تو (اس کے علاوہ) اور کیا دیکھتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ

میں دو سچوں کو (جو مجھے سچی خبریں بتاتے ہیں) اور ایک جھوٹے کو دیکھتا ہوں (جو مجھے جھوٹی خبر دیتا ہے یا دو جھوٹے اور ایک سچے کو دیکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پر بات خلط ہوئی ہے اور اس کو جھوٹ سچ کی کوئی تمیز نہیں)۔ اس کو چھوڑ دو (اس کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں)۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال صحبت ابن صیاد الی مکة فقال لی مالقیت من الناس یزعمون انی الدجال الست سمعت رسول اللہ ﷺ یقول انه لا یولد ولد وقد ولد لی ولد الیس قد قال هو کافروانا مسلم اولیس قد قال لایدخل المدینة ولامکة وقد اقبلت من المدینة وانا ارید مکة ثم قال لی فی آخر قوله اما واللہ انی لا علم مولده ومکانه واین هوواعرف اباه وامه قال فلبسنی قال قلت له تبا لک سائر الیوم قال وقیل له ایسرک انک ذاک الرجل قال فقال لوعرض علی ماکرهت (مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک سفر میں مدینہ منورہ سے) مکہ مکرمہ تک میں ابن صیاد کے ساتھ رہا۔ اس نے کہا میں نے لوگوں سے بڑی عجیب بات سنی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں دجال ہوں (حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے اور اس کے خلاف چند دلائل یہ ہیں) کیا آپ نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ دجال کی اولاد نہ ہوگی جب کہ میری اولاد ہے۔ کیا نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ وہ کافر ہوگا جب کہ میں مسلمان ہوں اور کیا آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ دجال نہ مدینہ میں داخل ہوگا اور نہ مکہ میں جب کہ میں مدینہ سے آرہا ہوں اور مکہ جارہا ہوں۔ (یہ دلائل دینے کے بعد) پھر آخر میں ابن صیاد نے کہا اللہ کی قسم میں اُس کی ولادت کے وقت کو بھی جانتا ہوں اور اُس کی جگہ کو بھی جانتا ہوں اور یہ کہ (اِس وقت) وہ کہاں ہے اس کو بھی جانتا ہوں اور اس کے ماں باپ کو بھی پہنچانتا ہوں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (میرا بھی خیال تھا کہ وہ دجال ہوگا لیکن جب اس نے مجھے حدیثیں سنائیں تو) میں شک میں پڑ گیا (پھر جب اس نے کہا کہ دجال کے بارے میں وہ سب کچھ جانتا ہے اور اس کی یہ بات اس وقت سچ ہو سکتی تھی جب وہ خود ہی دجال ہو) تو میں نے کہا تیرے لیے باقی دن میں بربادی ہو (تو تو بات کو بہت خلط ملط کرتا ہے اور دجل سے کام لیتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) ابن صیاد سے کسی نے کہا کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ تو دجال ہی ہوتا، اس نے جواب دیا کہ دجال ہونے کی

(باقی صفحہ ۳۱)

توجہ فرمائیں...... فہم دین کورس

آپ کا تعلق کسی بھی شعبہ سے ہو دین کے صحیح علم و فہم سے آپ بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر **جامعہ مدنیہ لاہور کے ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب** نے اردو زبان میں جامع دینی نصاب تیار کیا ہے جو اسلام کے عقائد، اصول اور جدید سے جدید مسائل اور تفسیر و حدیث پر مشتمل ہے۔ فرقہ واریت سے پاک اس نصاب کو سنجیدہ اور علمی انداز میں ترتیب دیا گیا ہے۔ اسلام سے تعلق رکھنے والوں اور دین کے دردمندوں کے لئے یہ نصاب الحمد للہ بہت ہی مفید ہے جو بہت ہی مختصر وقت میں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ معیاری نصاب فہم دین کورس کے نام سے دو درجوں پر مشتمل ہے:

درجہ عام (O` Level)

یہ تین مندرجہ ذیل کتابوں پر مشتمل ہے جو بازار میں دستیاب ہیں:

1- اسلامی عقائد

2- اصول دین

3- مسائل بہشتی زیور

(جدید ترتیب اور جدید مسائل کے ساتھ 2 جلدوں میں مکمل)

صرف ایک گھنٹہ روز پڑھائی ہو تو درجہ عام کی کتابوں کی تعلیم چھ سات ماہ میں مکمل کی جا سکتی ہے۔ اس درجہ تک کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

درجہ اعلیٰ (A` Level)

یہ مندرجہ ذیل دو کتابوں پر مشتمل ہے۔

1- تفسیر فہم قرآن

آیات کے درمیان ربط، لفظی ترجمہ، رواں مختصر تفسیر اور ضروری فوائد پر مشتمل یہ تفسیر بہت ہی آسان زبان میں پیش کی گئی ہے۔ اس کا اصل ماخذ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی مشہور تفسیر بیان القرآن ہے۔ اس کی پہلی جلد جو سوا پانچ پاروں پر مشتمل ہے چھپ کر بازار میں دستیاب ہے۔ باقی حصے زیر ترتیب و طبع ہیں۔

2- فہم حدیث:

تمام مضامین پر مشتمل احادیث کا مجموعہ جو اگرچہ آسان زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں آپ بہت سے حقائق کی وضاحت اور بہت سے اشکالات کا جواب بھی پائیں گے۔

اس کا پہلا حصہ زیر طبع ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی دستیاب ہوگا۔

بہتر ہوگا کہ ان کتابوں کو کسی اچھے عالم دین سے پڑھا جائے۔ کلاس کی صورت ہو تو زیادہ مفید ہوگا۔ طالب علموں کے پاس اپنی کتابیں ہوں تاکہ صحیح تعلیم کی صورت ہو اور پڑھے ہوئے سبق کو بآسانی دوبارہ دیکھا جا سکے۔ پڑھنے پڑھانے والے حضرات اردو زبان میں اس کورس کے ہونے کو نعمت سمجھیں۔

مردانہ و زنانہ دینی و دنیوی تعلیمی ادارے بھی اس کورس کو ضرور دیکھیں اور اس کی افادیت سے اپنے آپ کو محروم نہ رکھیں۔

نوٹ: مصنف کی کسی بھی کتاب سے اس کا کسی قسم کا مالی مفاد وابستہ نہیں ہے۔

ادارہ تعلیمات دینیہ جامعہ مدنیہ جدید۔ محمد آباد۔ رائے ونڈ روڈ۔ لاہور

باب : ۹ قسط : ۱۹

دینی مسائل

☆

نماز کی شرطوں کا بیان

(۵) استقبالِ قبلہ :

قبلہ کی طرف منہ کرنے کو استقبال قبلہ کہتے ہیں۔ نماز کی صحت کے لیے شرط ہے کہ نماز پڑھنے والے کا منہ قبلہ کی طرف ہو جبکہ وہ اس پر قادر ہو۔

استقبالِ قبلہ کی ضروری حد کیا ہے؟ :

جو شخص بیت اللہ شریف کے سامنے ہو اس کے لیے عین کعبہ کا استقبال فرض ہے اور جو اس سے غائب ہو اس کے ذمہ جہتِ کعبہ کا استقبال ہے عین کعبہ کا نہیں۔

جہتِ قبلہ کے استقبال کا مطلب یہ ہے کہ ایک خطِ مستقیم ہو جو کعبہ پر گزرتا ہوا جنوب و شمال کی سمت میں ہو اور نمازی کے وسطِ پیشانی سے ایک خطِ مستقیم نکل کر اس پہلے خط سے اس طرح تقاطع کرے (یعنی دونوں ایک دوسرے کو کاٹیں) کہ اس سے تقاطع کے موقع پر دو زاویہ قائمہ بن جائیں وہ قبلہ مستقیم ہے۔ اور اگر نمازی اتنا منحرف ہو کہ اس کی وسط پیشانی سے نکلنے والا خط تقاطع کر کے زاویہ قائمہ پیدا نہ کرے بلکہ حادہ (Acute) یا منفرجہ (Obtuse) پیدا کرے لیکن وسط پیشانی کو چھوڑ کر پیشانی کے اطراف میں کسی طرف سے نکلنے والا خط زاویہ قائمہ پیدا کر دے تو وہ "انحراف قلیل" ہے اس سے نماز صحیح ہو جائے گی۔ اور اگر پیشانی کی کسی طرف سے بھی ایسا خط نہ نکل سکے جو خط مذکورہ پر زاویہ قائمہ پیدا کر دے تو وہ "انحراف کثیر" ہے اس سے نماز نہ ہوگی۔ اور علمائے ہیئت و ریاضی نے قلیل و کثیر انحراف کی تعیین اس طرح کی ہے کہ پینتالیس درجہ تک انحراف ہو تو قلیل ہے اس سے زائد ہو تو کثیر اور مفسدِ نماز ہے۔

اس کی آسان تعبیر یہ ہے کہ انسان کے چہرہ کا کوئی ذرا سا ادنیٰ حصہ خواہ وسط چہرہ ہو یا دائیں بائیں جانب کا بیت اللہ کے کسی ذرا سے حصے کے ساتھ مقابل ہو جائے اور فن ریاضی کی اصطلاحی عبارت میں یہ ہے کہ عین کعبہ سے پینتالیس درجہ تک بھی انحراف ہو جائے تو استقبال فوت نہیں ہوتا اور نماز صحیح ہو جاتی ہے۔ اس سے زائد انحراف ہو تو استقبال

فوت ہوجاتا ہے اور نماز فاسد ہوجاتی ہے۔

مکہ مکرمہ سے دُور شہروں میں سمتِ قبلہ اور جہتِ استقبال معلوم کرنے کا شرعی طریقہ :

نماز اور نماز میں استقبال قبلہ ان دونوں کا حکم جس طرح شہر والوں اور تعلیم یافتہ طبقہ پر ہے اسی طرح دیہاتیوں اور پہاڑ کے دروں اور جزائر کے رہنے والے ناخواندہ وناواقف لوگوں پر بھی عائد ہے اور جو حکم اس درجہ عام ہو وہ تدقیقات اور قواعد ریاضیہ یا آلات رصدیہ پر موقوف نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا بلادِ بعیدہ میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا صحیح طریقہ جو سلف سے چلا آتا ہے یہ ہے کہ جن بلاد میں مساجد قدیمہ موجود ہوں ان کا اتباع کیا جائے کیونکہ اکثر بلاد میں تو خود حضراتِ صحابہؓ وتابعینؒ نے مساجد کی بنیادیں ڈالی ہیں اور سمت قبلہ متعین فرمائی ہے اور انہی کو دیکھ کر دوسری بستیوں میں مسلمانوں نے اپنی اپنی مسجدیں بنائی ہیں۔ اسی لیے یہ سب مساجد سمت قبلہ معلوم کرنے کے لیے کافی ہیں۔

اور جن جنگلات یا نو آبادیات وغیرہ میں مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں وہاں شرعی طریقہ جو صحابہؓ اور تابعینؒ کے عمل سے ثابت ہے یہ ہے کہ سورج چاند اور قطب ستارہ وغیرہ کے مشہور ومعروف ذرائع سے اندازہ قائم کر کے سمت قبلہ متعین کر لیا جائے۔ اگر اس میں معمولی میلان وانحراف بھی رہے تو اس کو نظر انداز کر دیا جائے اور ایسی جگہوں میں آلاتِ رصدیہ اور حساباتِ ریاضیہ سے کام لینا بھی جائز ہے بلکہ جس شخص کو یہ فن آتا ہو اس کے لیے ایسی جگہوں میں جہاں مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں ضروری ہے کہ بجائے دوسری علامات ونشانات کے ان آلات وحسابات سے کام لے کیونکہ ان سے ظن غالب حاصل ہوتا ہے اور محض تخمینہ کے مقابلہ میں زیادہ مفید ظن غالب ہوتا ہے۔

تنبیہ : جہاں مساجد قدیمہ نہ ہوں اور وہاں آلات وحسابات سے کام لیا جائے تو صرف سمت کعبہ معلوم کیا جائے گا عین کعبہ کی سیدھ معلوم کر کے مسجد کی محراب اس سیدھ میں بنانے کے تکلف سے احتراز کرنا ہوگا۔

مسئلہ : اصل اعتبار خانہ کعبہ کی فضا کا ہے، عمارت کا نہیں اس لیے اگر خانہ کعبہ کی عمارت کسی وجہ سے موجود نہ رہے تب بھی اس جگہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے نماز درست ہوجائے گی۔

مسئلہ : اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کہ کس طرف ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل سے سوچے جس طرف دل گواہی دے اس طرف پڑھ لے۔ اگر بے سوچے پڑھ لے گا تو نماز نہ ہوگی لیکن بے سوچے پڑھنے کی صورت میں اگر بعد میں معلوم ہوجائے کہ ٹھیک قبلہ کی طرف پڑھی ہے تو بھی نماز ہوجائے گی اور اگر وہاں آدمی موجود ہے لیکن اس سے پوچھا نہیں خود ہی سوچ کر ایک طرف کو پڑھ لی یا عورت نے پردہ اور شرم کی وجہ سے

پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تب بھی نماز نہیں ہوتی۔ البتہ اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ قبلہ کی طرف ہی پڑھی تھی تو نماز ہوگئی لیکن ایسے وقت میں عورت کو ایسی شرم نہ کرنی چاہیے۔

مسئلہ : اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ جس طرف نماز پڑھی ہے اس طرف قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہوگئی۔

مسئلہ : اگر بے رخ نماز پڑھتا تھا پھر نماز ہی میں معلوم ہو گیا کہ قبلہ اس طرف نہیں ہے بلکہ فلانی طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جائے۔ اب معلوم ہو جانے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ : اگر کوئی کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنے والے کو اختیار ہے جس طرف چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ : کعبہ شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی درست ہے۔

مسئلہ : اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام و مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہیے۔ لیکن اگر کسی مقتدی کا گمان غالب امام کے خلاف ہوگا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی۔ اس لیے کہ وہ امام اس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتدا جائز نہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں اس مقتدی کو تنہا نماز پڑھنا چاہیے جس طرف اس کا غالب گمان ہو۔

مسئلہ : قبلہ کی طرف منہ کرنے سے مراد قبلہ کی طرف سینہ کرنا ہے۔ منہ کرنا شرط نہیں ہے البتہ سنت ہے۔ لہٰذا اگر نمازی نے بلا عذر قصداً قبلہ سے سینہ پھیر دیا اگرچہ پھر فوراً ہی قبلہ رخ ہو گیا ہو تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر بلا قصد پھر گیا مثلاً نماز پڑھنے کے دوران ریل گاڑی پھر گئی یا جس جانور پر سوار تھا وہ پھر گیا اور ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار وقفہ نہ ہوا تو نماز درست ہوگئی اور اگر اس قدر وقفہ ہو گیا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر منہ خواہ تھوڑا ہو یا سارا قبلہ سے پھرا اور سینہ نہیں پھرا تو نماز فاسد نہیں ہوگی مگر بلا عذر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : اگر کوئی مریض کسی مرض کے سبب سے قبلہ کی طرف منہ نہیں کر سکتا اور اس کے پاس کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو جو اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دے یا پھیرنے والا تو موجود ہے لیکن منہ پھیرنا بیمار کو نقصان دے گا تو وہ جس طرف کو چاہے رُخ کر لے۔

(۶) نماز کے وقتوں کا بیان :

مسئلہ : پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت مشرق کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کی لمبائی پر شرقاً غرباً

سفیدی دکھائی دیتی ہے اس کو "فجرِ کاذب" کہتے ہیں یہ کچھ ہی دیر میں ختم ہو جاتی ہے۔ پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر یعنی اُفق پر چوڑائی میں سفیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اجالا ہو جاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سفیدی دکھائی دے جس کو "فجر صادق" کہتے ہیں تب سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے۔ جب آفتاب کا ذرا سا کنارا نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ : دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے۔ پس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا۔ بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دوگنا نہ ہو جائے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے۔ مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار اُنگل تھا تو جب تک دو ہاتھ چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لے قضا نہ کرے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت درست نہیں ہے نہ قضا نہ نفل، کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ : جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آ گیا۔ پھر جب تک مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سُرخی (یعنی شفق احمر) باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن مغرب کی نماز میں دیر نہ کرے کہ تارے خوب چٹک جائیں۔ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے پھر جب وہ سُرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا۔ ایسا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے جبکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس سرخی کے بعد شمالاً جنوباً جو سفیدی (یعنی شفق ابیض) مغربی اُفق پر ظاہر ہوتی ہے جب وہ چھپ جائے اس وقت نماز مغرب کا وقت ختم ہوتا ہے اور عشاء کا شروع ہوتا ہے۔ احتیاط اس میں ہے کہ مغرب کی نماز سرخی ختم ہونے سے پہلے پڑھ لیں اور عشاء کی نماز سفیدی چھپنے کے بعد پڑھیں۔ پھر عشاء کا وقت صبح ہونے تک باقی رہتا ہے۔

نمازوں کے مستحب اوقات :

مسئلہ : گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے۔ گرمی کی تیزی کا وقت جاتا رہے تب پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں میں اول وقت نماز پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ : عصر کی نماز ذرا اتنی دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت شروع ہونے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو

پڑھ سکے کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا، دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ اگر کسی نے نفل نہ بھی پڑھنے ہوں اس کے لیے بھی اتنی تاخیر کرنا مستحب ہے۔ لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آجائے اور دھوپ کا رنگ بدل جائے۔

مسئلہ : اگر مجبوری ہو تو عصر کی نماز ایک مثل سایہ کے بعد بھی پڑھ سکتا ہے۔ مجبوری کے چند مواقع یہ ہیں :

(۱) مسجد حرام اور مسجد نبوی میں چونکہ ایک مثل کے بعد عصر کی نماز ہوتی ہے وہاں کی با جماعت نماز کی فضیلت حاصل کرنے کے لیے۔

(۲) کوئی شخص تبلیغ کے لیے ایسے ملک میں گیا ہو جہاں مثل اول کے بعد عصر کی جماعت ہوتی ہو اور اس شخص نے مسجد میں ٹھہرنا ہو۔

(۳) سفر کرنا ہو اور دو مثل کے بعد نماز کا موقع نہ ملنے کا اندیشہ ہو۔

مسئلہ : مغرب کی نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ : عشاء کی نماز میں ایک تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور اس کے بعد آدھی رات تک تاخیر مباح ہے اور آدھی رات کے بعد تک تاخیر مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ : جو کوئی تہجد کی نماز پچھلی رات کو اُٹھ کر پڑھا کرتا ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سو جانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے ہی وتر پڑھ لینا چاہیے۔

مسئلہ : مردوں کے لیے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں۔ اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالتِ حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ : اگر گھڑی نہ ہو تو ابر کے دن فجر، ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے اور عصر اور عشاء کی نمازیں جلدی پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ : جمعہ کی نماز کا بھی وقت وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے لیکن جمعہ کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھنا سنت ہے جمہور کا یہی قول ہے۔

مسئلہ : عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ دوپہر سے پہلے تک

رہتا ہے۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے۔ آفتاب بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے مگر عید الفطر کی نماز اول وقت سے کچھ دیر میں پڑھنی چاہیے۔

وہ اوقات جن میں نماز پڑھنا منع ہے :

مسئلہ : سورج نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں ہے۔ البتہ اگر عصر کی نماز ابھی نہ پڑھی ہو تو وہ سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اور ان تینوں وقت میں سجدہ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ : ٹھیک دوپہر سے ضحوۃ کبریٰ سے زوال تک کا وقت مراد ہے یعنی زوال سے متصل قبل پون گھنٹہ، یہی قول زیادہ معتبر معلوم ہوتا ہے۔

مسئلہ : فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک سورج نکل کے اُونچا نہ ہو جائے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدہ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک ذرا روشنی نہ آجائے جس میں تقریباً بیس منٹ لگتے ہیں قضا نماز پڑھنا بھی درست نہیں۔ ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ قضا نماز اور سجدہ تلاوت درست ہے لیکن جب دھوپ پھیکی پڑ جائے تو یہ بھی درست نہیں۔

مسئلہ : فجر کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی کے مارے فقط فرض پڑھ لیے تو اب جب تک سورج اُونچا اور روشن نہ ہو جائے تب تک سنت نہ پڑھے۔

مسئلہ : جب صبح ہو جائے اور فجر کا وقت آجائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے البتہ قضا نمازیں اور سجدہ کی آیت پر سجدہ کرنا درست ہے۔

مسئلہ : اگر فجر کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوتی، سورج میں روشنی آجانے کے بعد قضا پڑھے اور اگر عصر کی نماز پڑھنے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہو گئی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ : عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سونا مکروہ ہے نماز پڑھ کے سونا چاہیے لیکن کوئی مرض سے یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھ کو نماز کے وقت جگا دینا اور دوسرا وعدہ کر لے تو سو رہنا درست ہے۔

مسئلہ : جب امام خطبہ کے لیے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہو اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ : جب فرض نماز کی تکبیریں کہی جاتی ہوں اس وقت بھی نماز مکروہ ہے ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور

کسی طرح یہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائے گی یا بقول بعض علماء تشہد ہی مل جانے کی اُمید ہو تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں یا جو سنت موکدہ شروع کر لی ہو اس کو پورا کر لے۔

مسئلہ : نماز عیدین کے قبل خواہ گھر میں ہو خواہ عیدگاہ میں نماز نفل مکروہ ہے اور نماز عیدین کے بعد فقط عیدگاہ میں مکروہ ہے۔

متفرقات :

مسئلہ : جن علاقوں میں رات بہت چھوٹی ہوتی ہو کہ غروب آفتاب کے کچھ ہی دیر بعد فجر طلوع ہو جاتی ہے وہاں اگر شفق ابیض غروب نہ ہوتی ہو لیکن شفق احمر کا غروب پایا جاتا ہو تو اس وقت عشاء کی نماز پڑھی جائے۔ اور جن ایام میں شفق احمر بھی غروب نہ ہو تو اس علاقہ میں جن ایام میں شفق احمر غروب ہوتی تھی ان میں سے سب سے آخری دن میں غروب آفتاب کے جتنی دیر بعد عشاء کا وقت شروع ہوا تھا اب بھی اتنی ہی دیر کے بعد عشاء کے وقت کی ابتداء فرض کی جائے گی۔

مسئلہ : جن مقامات میں چھ ماہ دن اور چھ ماہ رات ہوتی ہو وہاں نمازوں کے اوقات کا اندازہ ایسے قریب ترین علاقہ کے اوقات سے کیا جائے گا جہاں چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازوں کے حقیقی اوقات پائے جاتے ہوں۔

مسئلہ : جن مقامات میں بڑے طویل دن اور طویل راتیں ہوتی ہیں لیکن ایسے بھی شب و روز ہوتے ہیں جو چوبیس گھنٹوں پر مشتمل ہوں وہاں طوالت سے پیشتر ایام میں سے آخری دن کے مطابق اوقات متعین کیے جائیں گے۔

مسئلہ : دجال کے زمانہ میں ایک دن سال بھر کا ہوگا اور ایک دن ایک مہینے کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ تو چونکہ وہ اس کی محض شعبدہ بازی ہوگی ورنہ سورج کا طلوع و غروب تو اپنے وقت پر ہو رہا ہوگا تو اگر اس زمانے میں گھڑیاں اور جنتریاں ہوں تو جنتریوں کے مطابق نمازیں پڑھی جائیں اور اگر ایسی کوئی سہولت موجود نہ رہے تو طویل دن شروع ہونے سے پہلے جو چوبیس گھنٹوں کا دن ہوگا اس کے مطابق نماز کے اوقات کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھی جائیں۔ (جاری ہے)

مبارک ہو تم کو

☆

یہ حج و زیارت مبارک ہو تم کو — متاعِ سعادت مبارک ہو تم کو
وہ ہر سمت انوار، ہر سو تجلی — وہ نورِ ہدایت مبارک ہو تم کو
وہ احرام میں مست و سرشار رہنا — غموں سے فراغت مبارک ہو تم کو
اذانِ سحر کا حرم میں وہ منظر — وہ کیف ساعت مبارک ہو تم کو
مبارک ہوں وہ ملتزم پر دُعائیں — وہ ذوقِ عبادت مبارک ہو تم کو
وہ میزابِ رحمت کے نیچے نمازیں — بشوقِ اطاعت مبارک ہو تم کو
مبارک ہوں وہ سنگِ اسود کے بوسے — لبوں کی حلاوت مبارک ہو تم کو
وہ رُکنِ یمانی پہ ہر دم تجلی — وہ آثارِ رحمت مبارک ہو تم کو
وہ پی پی کے زمزم کو سیراب ہونا — وہ کوثر کی لذت مبارک ہو تم کو
منٰی میں رمی کا وہ پُر کیف منظر — وہ جلوؤں کی کثرت مبارک ہو تم کو
وہ عرفات میں خیمہ زن ہو کے رہنا — بزہد و قناعت مبارک ہو تم کو
مدینہ کی گلیوں کا دیدار کرنا — وہ دنیا کی جنت مبارک ہو تم کو
قبا و بقیع و اُحد کی زیارت — بحُسنِ ارادت مبارک ہو تم کو
وہ فیضانِ انوار روضہ کے باہر — وہ لطف وعنایت مبارک ہو تم کو
مواجہ میں آکر جلا دل کو دینا — وہ جلوت میں خلوت مبارک ہو تم کو
نکل پڑنا آنسو وہ ذکرِ نبی ﷺ پر — یہ دِل کی نزاکت مبارک ہو تم کو
وہ روضہ کی جالی پہ سر رکھ کر رونا — دُعائے شفاعت مبارک ہو تم کو

دُعاء ہے یہ کیفی کے قلب حزیں کی
یہ حج و زیارت مبارک ہو تم کو

☆

باب : ۲ قسط : ۲۰

تحریکِ احمدیت

﴿برطانوی یہودی گٹھ جوڑ﴾

زیرِ نظر مضمون جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی کتاب **Ahmedia Movement British-Jewish Connection** ----- کا اُردو ترجمہ (تحریکِ احمدیت برطانوی یہودی گٹھ جوڑ) جو جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔ کتاب کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے جو پنجاب انٹیلی جنس کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس کی محض تاریخی افادیت کے پیشِ نظر اسے قسط وار قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ رپورٹ کے مندرجات اور مصنف کے ذاتی رجحانات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

قادیانی مرزا مسیح کی دریافت کو اپنی تحریک کی تاریخ کا ایک بے مثال واقعہ سمجھتے ہیں۔ مرزا صاحب کی وحی سے بھی یہ ثابت ہے اور یہی آپ کے کذب کی دلیل ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام ہندوستان کیسے آئے؟ مرزا صاحب نے یہ دلیل دی کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا، مگر آپ فوت نہیں ہوئے۔ (مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ کو صلیب پر چڑھایا ہی نہیں گیا تھا)۔ مرزا نے کہا کہ آپ کو آپ کے حواریوں نے صلیب پر سے غشی کی حالت میں اتارا اور چالیس دنوں میں ایک مرہم جسے مرہمِ عیسٰی کہا جاتا ہے سے علاج کیا پھر آپ نے مشرق کی طرف فارس اور افغانستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان میں قدم رکھا۔ اپنے حواری سینٹ تھامس کے ساتھ آپ نے یہ سفر کیوں کیا؟ ان یہودیوں کو تبلیغ کرنے کے لیے جنہیں اسیریا کے حکمران سارگن نے ۷۲۰ قبل مسیح میں جلاوطن کر دیا تھا۔ جب اس نے سمیریا کے شہر پر حملہ کیا تھا۔ مرزا صاحب نے یہودیوں کی دوسری اسیری کا بھی تذکرہ کیا جب بابل کے حکمران بنوکدنصر نے یروشلم پر ۵۷۰ قبل مسیح میں چڑھائی کی اور کہا جاتا ہے کہ چند باشندوں کو قید کر کے ساتھ لے گیا۔ ان اسیریوں میں بنی اسرائیل کے بارہ قبائل کے بہت سے افراد گم ہو گئے۔ یہ دعوٰی کیا گیا کہ کشمیری اور افغانی ''اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل'' کی اولاد ہیں۔[1]

حضرت عیسٰی نے ان گمشدہ بھیڑوں کو تبلیغ کرنا تھی اس لیے آپ نے ہندوستان کی طرف سفر کیا۔ ''یوز آصف

---

[1] مرزا غلام احمد۔ ''مسیح ہندوستان میں'' قادیان۔ ۱۹۴۴ء۔ صفحہ نمبر ۱۱)

یا یسوع'' کے نام سے یہ سفر کیا۔ اس لفظ کا مطلب ہے ''بنی اسرائیل کو جمع کرنے والا'' قادیانیوں کی لاہوری جماعت کے رکن خواجہ نذیر احمد نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت مریمؑ نے بھی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ہندوستان کا سفر کیا تھا۔ ۲؎ اور مری میں وفات پائی جو کہ پاکستان کے دارالحکومت سے تقریباً ۴۵ کلو میٹر دور ہے۔ لفظ مری حضرت مریمؑ کے نام ''میری'' کی ایک بگڑی صورت ہے اور آپ کے نام کی وجہ سے مشہور ہے۔ بی بی مریم کی مری میں وفات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے اور ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کا مقبرہ خان یار سٹریٹ سرینگر کشمیر میں واقع ہے۔ آپ کا حواری سینٹ تھامس جنوبی ہندوستان چلا گیا اور وہاں ایک کلیساء کی بنیاد رکھی۔ اس ساری کہانی کا لب لباب اس مفروضے پر مبنی ہے کہ ۷۲۱ قبل مسیح میں بنی اسرائیل کے دس قبائل گم ہو گئے اور مشرقی ممالک خصوصاً افغانستان اور کشمیر میں آکر بس گئے۔ اگر یہودیوں کی ان ممالک میں آبادکاری نہ ہوئی ہوتی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کبھی ان ممالک کا سفر اختیار کرتے اور فلسطین سے ہندوستان نہ آتے، یہی تمام گفتگو کا خلاصہ ہے۔ اسرائیلی قبائل بکھرنے کے بعد دوسری قوموں میں ضم ہو گئے موجودہ اقوام ان کی اولاد ہیں۔ پروپیگنڈہ کا مقصد یہودیوں کی قومیت پسندی کی تحریک ''اینگلو۔ اسرائیلیت'' کو تقویت دینا تھا جو صیہونیت سے قبل پوری دنیا میں پھیل گئی تھی۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اینگلو۔ اسرائیلیت کی تحریک یہودیوں اور ان کے آلہ کاروں نے اس مفروضے پر شروع کی تھی کہ آشوریوں کے اسیر دس قبائل (۷۲۱ ق م) نے عارضی اقامت کے بعد مغرب کا رخ کیا جبکہ بابل کے اسیروں نے (۵۸۶ ق م) افغانستان سے ہو کر ہندوستان میں پناہ لی۔ غیر یہودی حکومتوں کے دباؤ نے انہیں دنیائے تہذیب میں گم کر دیا۔ یورپی اقوام (جو کہ دس گمشدہ قبائل کی اولاد بتائی گئیں) کو درخواست کی گئی کہ وہ کتاب مقدس کی پیش گوئیوں کی مطابقت میں ایک علیحدہ سرزمین کے حصول میں اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔ تاہم پی کے ہٹی نے یہ ثابت کیا ہے کہ دس قبائل کبھی گم نہیں ہوئے اور یہ ایک نیم فرضی تاریخی داستان ہے ۳؎

انگریزوں کے اسرائیلیوں کی اولاد ہونے کا نظریہ سب سے پہلے ۱۶۴۹ء میں جان سیڈلر نے اپنی کتاب ''حقوقِ سلطنت'' میں پیش کیا۔ اس نے انگریزی قانون اور یہودیوں وعبرانیوں کی رسوم کے مابین ایک متواتر مماثلت پیش کی۔ برطانوی بحریہ میں نصف مشاہرے پر کام کرنے والے ایک مخبوط الحواس افسر رچرڈ برادرز (۱۷۵۷ء۔۱۸۳۲ء) نے بہت جلد اسرائیل کی ارض مقدس میں بحالی اور اپنی شہزادہ یہود کے طور پر تعیناتی کی پیش گوئی کی۔ ۱۸۴۰ء میں جان ولسن نے اس نظریہ کو اپنایا اور اس کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی۔ اس کی پہلی کتاب ''ہماری اسرائیلی ابتداء'' اس نظریئے کی پہلی مطابقت آمیز

۲؎ خواجہ نذیر احمد ''عیسیٰ زمین پر اور آسمان میں'' عزیز منزل لاہور۔ ۱۹۵۲ء۔ صفحہ نمبر ۳۵۵۔ اور اسد اللہ کشمیری ''حضرت مریم کا سفر کشمیر''۔ ربوہ

۳؎ پی کے ہٹی ''تاریخ شام'' صفحہ نمبر ۹۶

توضیح ہے۔اس نظریئے کی وکالت کرنے والے دیگر اشخاص میں سے انیسویں صدی کے ڈبلیو کارپینٹر (اسرائیل مل گئے) ایف۔آر۔اے گلوور (انگلستان۔آثار یہود) اور سکاٹ لینڈ کے سرکاری ماہر فلکیات سی۔پیازی۔سمتھ تھے جنہوں نے اہرام مصر کی پیمائشوں کے بعد یہ خیال اخذ کیا کہ برطانوی گمشدہ قبائل کی اولاد ہیں۔ ؎۴

۱۸۷۱ء میں ایڈورڈ ہائن نے ''مقامی برطانوی اقوام کی گمشدہ اسرائیل سے شناخت'' لکھی جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی ڈھائی لاکھ کاپیاں فروخت ہوئیں۔امریکہ میں اس تحریک کی قیادت ڈبلیو۔ایچ پول اور جی ڈبلیو گرین وڈ نے کی۔(میجر ایچ ڈبلیو جے پینٹر۔''کیا انگریز اسرائیلی ہیں''۔ایم ای چرچ پریس لکھنؤ۔۱۸۸۳ء) ہندوستان میں پہلی بنگالی پیادہ فوج کے میجر ایچ۔ڈبلیو۔سیئیر نے اینگلو۔اسرائیلی تشہیر بڑی شدومد سے شروع کی۔۱۸۸۳ء میں اس نے ''کیا انگریز اسرائیلی ہیں'' کے عنوان سے کتاب لکھی،اس کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ انگریز اسرائیل کی اولاد ہیں اور خدا نے ابراہیمؑ سے کیا گیا وعدہ پورا کر دیا ہے اور اسرائیل سے کیے گئے تمام عہد بھی پورے کرے گا۔اینگلو اسرائیلی لٹریچر کی بھاری مقدار ''میسرز ینومین اینڈ کمپنی کلکتہ'' نے چھپوا کر ہندوستان میں تقسیم کی۔سیئیر اس کتاب میں لکھتا ہے :

> خدا نے یہ واضح کر دیا ہے کہ جب تک سورج،ستارے اور سمندر قائم ہیں اسرائیلی اس کے سامنے ایک قوم کی حیثیت میں ہمیشہ رہیں گے چونکہ وہ ابھی تک گم نہیں ہوئے۔لہٰذا اسرائیلیوں کو کرہ ارض کی ایک قوم ہونا چاہیے۔یہ سوال قدرتی طور پر ابھرتا ہے کہ اسرائیلی کون سی قوم ہیں۔''اینگلو۔اسرائیل'' کے سرگرم حامیوں نے منطقی طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ کرہ ارض کی تمام اقوام میں سے صرف انگریز ہی تمام انعامات واکرامات کے حامل ہیں اور وہ عہد جو خدا نے اپنے بندوں اسرائیلیوں کے ساتھ کیا تھا اور چونکہ خدا سچا،وفادار اور عہد کو پورا کرنے والا ہے لہٰذا یہ عہد واکرامات کسی غیر یہودی قوم کے حق میں نہیں جاسکتے چنانچہ یہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ انگریز ہی اسرائیلی ہیں اور اس سچائی کو قبول کرتے وقت ہم اسرائیل کے بارے میں مستقبل کی شان وشوکت پر یقین رکھتے ہیں۔ہمیں پتا چلتا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی آمد اول،یروشلم،بابل،نینوا،مصر موآب اور یہودا کی تباہی کی پیش گوئی لغوی طور پر پوری ہو چکی ہے اور اسرائیل کو ملنے والی تمام سزائیں بھی معنوی طور پر پوری ہو چکی ہیں تو اسرائیل کی شان وشوکت کے تمام عہد بھی معنوی انداز میں لیے جانے چاہییں اور ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ یہ (نظریہ) اس روحانی تشریح کے مطابق ہے جو کلیسا نے پیش کیا''۔ ؎۵

؎۴ ''سوشیالوجیکل ریویو'' لندن۔مارچ ۱۹۶۸ء۔اور ''انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز اینڈ ایتھکس'' جلد ۱۔اینگلو اسرائیل ازم۔صفحہ نمبر ۲۸۲)

؎۵ سیئیر۔صفحہ نمبر ۶۱۔۶۲

''انہیں اپنے وطن میں جانا چاہیے'' کے عنوان سے سیئیر نے منقولاتی شہادت (عیسیٰ Xiii۔ چیک ۸۔۱۲۔۱۳۔ جبر۔۸ وغیرہ) سے ثابت کیا کہ بکھرے اسرائیلی اکٹھے ہوں گے اور صیہون کی عظمت میں گیت گائیں گے ۶۔

انگریزوں کی نپولین اور روس کے ساتھ دشمنی اور درائیفس کیس (درائیفس ایک یہودی تھا اور فرانسیسی فوج میں ملازم تھا اسے جرمنوں کے لیے جاسوسی کے الزام میں معتوب کیا گیا تھا) کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ہمدردی کا اعزاز بھی اینگلو اسرائیلی نظریات کو ملا۔ یہ بھی کہا گیا کہ انگریزوں کو اسرائیل کی ترجمانی کرنی چاہیے وگرنہ ان کی حمایت میں کیے گئے کئی خدائی وعدے ادھورے رہ جائیں گے ۷۔

حضرت عیسیٰؑ کے مقبرے کی ''دریافت'' کے بعد قادیانیوں نے اینگلو اسرائیلی نظریات کا پرزور پرچار کرنا شروع کر دیا۔ قادیانیوں کے مباحث اور دلائل دینے کے طریقے کار اور اینگلو اسرائیلیوں کے طریق کار میں حیران کن مماثلت پائی جاتی ہے۔ اگر کسی کو اینگلو اسرائیلی لٹریچر پڑھنے کو مل جائے اور وہ اس کا تقابلی مطالعہ مرزا غلام احمد کی ''مسیح ہندوستان میں'' (احمدیہ محکمہ خارجہ تبلیغ۔ ربوہ ۱۹۶۴ء) ریویو آف ریلیجنز قادیان (۸۔۱۹۰۲) میں شیر علی کے مضامین۔ خواجہ نذیر احمد کی ''مسیح کی بہشت زمین پر'' (قادیان ۱۹۰۶ء) اور قاضی محمد یوسف کی ''عیسیٰ در کشمیر'' سے کرے تو پتا چلے گا کہ قادیانی اور یہودی ایک ہی کشتی کے مسافر ہیں ۸۔

نوٹووچ کا قصہ :

مرزا صاحب اور اس کے پیروکاروں کے بیان کردہ قصے، جن سے وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر چڑھتے وقت بے ہوش ہو گئے تھے، کی بنیاد بھی انہیں داستانوں پر ہے جو یہودیوں نے گھڑی ہیں۔ اس قصہ کا ماٰخذ مرزا صاحب کے ایک ہم عصر نکولس نوٹووچ کی سینہ بہ سینہ چلتی ہوئی ایک روایت ہے جو کہ پیدائشی طور پر روسی تھا۔ نوٹووچ نے یہ دعوٰی کیا کہ اسے حمس (تبت) کی ایک بدھ عبادت گاہ میں بدھ مت کے قدیم مذہبی مسودے ملے جن میں لکھا ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰؑ بچپن میں اپنے والد کے گھر یروشلم سے خفیہ طور پر بھاگ گئے اور تاجروں کے ایک قافلے کے ساتھ سندھ کی طرف سفر کیا اور آریاؤں میں آکر رہے۔ وہ اکثر جین مت کے مندروں میں جاتے اور ان کے عقائد کا مطالعہ کرتے تھے۔ پھر وہ سیلون گئے اور وہاں سے جگ ناتھ (بنارس) چلے گئے۔ انہوں نے جڑی بوٹیوں، طب اور ریاضی کے علوم سیکھے۔ انہوں نے برہمنوں کے مذہبی نظریات کے علاوہ ان کے کچھ خفیہ راز بھی سیکھے۔

---

۶ سیئیر صفحہ نمبر ۸۸ ۷ انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجنز اور ایتھکس''۔ اینگلو اسرائیلیت

۸ قاضی محمد یوسف ''عیسیٰ در کشمیر''۔ منظور عام پریس۔ پشاور۔ ۱۹۴۶۔ اس کے علاوہ دیکھئے۔ سیّد صادق ''کشف الاسرار''۔ قادیان۔ ۱۹۱۱ء

اس کتاب کا جب فرانسیسی (این نوٹوو چ "Unknown life of Jesus" پیرس۔۱۸۹۴ء) اور انگریزی (الیگرینا لورانگر۔ "عیسیٰ کی گمنام زندگی" رینڈ مکینلی کمپنی۔لندن۔۱۸۹۴ء) وغیرہ میں ترجمہ ہوا تو یورپ اور ہندوستان میں کچھ دیر کے لیے تہلکہ مچ گیا۔ایک مشہور جرمن عالم پروفیسر میکس ملر نے جو ہندوستان میں قیام پذیر تھا اپنے مضمون میں جو اس نے اکتوبر ۱۸۹۴ء میں "انیسویں صدی لندن" میں لکھا یہ واضح کیا کہ یہ کہانی بالکل جھوٹ ہے اور یہ خیال ظاہر کیا کہ نوٹووچ کے اصرار پر بدھ لامہ نے جس کے پاس بتانے کے لیے اور کچھ نہیں تھا، یہ کہانی گھڑ کر اسے سنا دی ہو۔گورنمنٹ کالج آگرہ کے ایک پروفیسر جے آرکیبالڈ ڈگلس نے ۱۸۹۵ء میں لداخ کا سفر کیا تا کہ اسے کوئی ایسی بدھ عبادت گاہ ملے،مگر اسے کچھ بھی نہ ملا "انیسویں صدی" کے اپریل ۱۸۹۶ء کے شمارے میں یہ تمام داستان بیان کی گئی اور نوٹووچ کو نا قابلِ اعتماد مہم جو خیال کیا گیا ۹

حضرت عیسیٰؑ کو بدنام کرنے کے لیے کئی خفیہ یہودی تنظیموں نے ایسے سفرناموں کی بنیاد پر واقعات گھڑے۔ان کے لیے نیم تاریخی دستاویزات کو بنیاد بنایا گیا۔یہ ایک عیارانہ کوشش تھی جو کہ ثابت کرتی تھی کہ حضرت عیسیٰؑ ایک جھوٹے مسیح (نعوذ باللہ) تھے۔جنہوں نے مشرق کی طرف اپنے مبینہ سفروں میں جڑی بوٹیوں کا علم حاصل کیا اور جادو کے کرشمے سیکھے اور انہیں فلسطین میں اپنے مسیحائی کے جھوٹے دعوؤں کے لیے استعمال کیا مگر آخر کار صلیب پر چڑھا کر مار دیے گئے۔

فری میسن فرقہ :

امریکا میں فری میسنوں کی ایک تنظیم "روز یکروشن" نے بھی حیات مسیح کے بارے میں غلط داستانیں شائع کیں۔فری میسنوں کے اعلیٰ حلقوں اور روز یکروشن مکاتب میں بہت مماثلت پائی جاتی ہے۔روز یکروشن نے حیات عیسیٰؑ کے متعلق جو مواد اکٹھا کیا ہے وہ فری میسنوں کے مقتدر حلقوں کے پاس محفوظ بتایا جاتا ہے۔"اسینی برادرہڈ" وہ تنظیم ہے جس کا دعوٰی ہے کہ اس کے پاس قدیم ترین روایات،تعلیمات،قوانین اور مسودات کا خزانہ موجود ہے۔ان کا زمانہ دوسری صدی قبل مسیح سے دوسری صدی عیسوی تک کا ہے۔شمالی اور جنوبی امریکہ میں روز یکروشن کے سلسلے کے قائد ڈاکٹر لیوس سپنسر نے اپنی کتاب "حضرت عیسیٰؑ کی صوفیانہ زندگی" میں آپ کی بارہ سال کی عمر سے لے کر آپ کی گلیلی میں مبلغ کے طور پر پیغام دینے کے واقعات اور حالات بیان کیے ہیں ۱۰ وہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ بے ہوش ہو گئے۔ان کو ایک قبر میں رکھا گیا جہاں ہوش میں آئے۔صحت یاب ہو کر وہ گلیلی میں ایک محفوظ مقام پر خفیہ طور پر چلے گئے وہ جسمانی طور پر آسمانوں پر نہیں گئے۔بلکہ یہ ایک صوفیانہ اور نفسیاتی تجربہ تھا۔وہ ایک اوتار بن گئے جو عام زندگی سے

---

۹ والٹر۔اے۔ایچ۔صفحہ نمبر ۹۲ ۱۰ ڈاکٹر لیوس سپنسر "The myrtical of jesus" امریکی روز یکروشین سپریم گرانڈ لاج۔امریکا)

دور خاموش رہتا ہے۔آپ کوہ کارمل (فلسطین) میں مدفون ہیں۔آپ کا جسم کئی صدیوں تک ایک مقبرے میں رہا مگر آخر کار جسمانی طور پر آسمانوں پر نہیں گئے۔ بلکہ یہ ایک صوفیانہ اور نفسیاتی تجربہ تھا۔وہ ایک اوتار بن گئے جو عام زندگی سے دور خاموش رہتا ہے۔آپ کوہ کارمل (فلسطین) میں مدفون ہیں۔آپ کا جسم کئی صدیوں تک ایک مقبرے میں رہا مگر آخر کار وہاں سے نکال کر اسے ایک خفیہ قبر میں اتار دیا گیا جس کی حفاظت اور دیکھ بھال ان کی برادری کے اسینی بھائیوں نے کی ۔ ١١

مسیح کے مصلوب کرنے کا ایک چشم دید گواہ :

''مصلوب کئے جانے کا چشم دید گواہ'' کا حوالہ اکثر قادیانی مصنف اپنی تحریروں میں دیتے ہیں۔اس کتاب کے تعارف اور مقدمے میں لکھا ہے :

> عیسیٰ کی مصلوبیت کے سات سال بعد حضرت عیسیٰ کے ایک ذاتی دوست کا یروشلم سے ایک ایسین بھائی (ایسین آرڈر کہتا ہے کہ اس کا ترجمہ جس کا جدید ایڈیشن فری میسنری ہے حضرت عیسیٰ کے وقت فلسطین اور مصر میں وسیع پیمانے پر پھیلا دیا گیا۔حضرت عیسیٰ بھی اس کے رکن تھے) کو خط ملا جو کہ اسکندریہ میں تھا۔یہ اس کی لاطینی کاپی کا انگلش ترجمہ ہے۔اس کتاب کو اشاعت کے فوراً بعد ہی ترسیل سے روک دیا گیا تھا۔جو امریکہ میں ۱۸۷۳ء میں چھپی تھی۔اس کتاب کی تمام پلیٹیں توڑ دی گئیں اور یہ فرض کر لیا گیا کہ بقیہ کتاب کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا ہوگا۔حقوق مسودہ کے قوانین کے مطابق جو نقول امریکی کانگرس کے لائبریوں کو جمع کرادی گئیں وہ بھی غائب ہوگئیں۔خوش قسمتی سے ایک کتاب اس انجام بد سے بچ گئی۔ ١٢

''ٹی کے'' جو کہ کتاب ''عظیم کام'' کا مصنف ہے، کتاب کے تعارف میں کہتا ہے کہ یہ کتاب امریکی ریاست میساچوسٹس کے ایک اہم فری میسن کی ملکیت میں تھی جو ۱۹۰۷ء کی گرمیوں میں حادثاتی طور پر اس کی بیٹی کے ہاتھ لگی۔اس سے پہلے وہ مکمل طور پر محفوظ پڑی رہی۔اس نے فری میسوں کے کام میں میری دلچسپی دیکھتے ہوئے یہ نسخہ مزید پڑتال کے لیے مجھے بھیجا۔میں فوراً ہی اس کی اعلیٰ قدر و قیمت، اہمیت اور قابل لحاظ حیثیت کو پہچان گیا۔ ١٣

پھر ہمیں بتایا گیا کہ یہ جرمنی میں ماسونی برادری کے پاس موجود لاطینی نسخے سے تقابل کے بعد ۱۹۰۷ء میں

---

١١ ایچ۔سپنسر ''یسوع کے خفیہ نظریات'' سپریم گرینڈ لاج آف آمورک۔کیلفورنیا، امریکہ۔۱۹۵۴ء۔چھٹا ایڈیشن ١٢ مصلوبیت کا ایک چشم دید گواہ ''عیسیٰ کی مصلوبیت کے بعد عیسیٰ کے ایک ذاتی دوست کا یروشلم سے اسکندریہ کے ایک ایسین بھائی کے نام خط'' اختتامی ہارمونک سیریز جلد ۴، دوسرا ایڈیشن۔انڈو امریکن بک کمپنی شکاگو۔امریکہ ۱۹۰۷ء دوسری طباعت۔نفیس پرنٹرز لاہور۔۱۹۷۷ء ١٣ ایضاً صفحہ نمبر ۱۳

دوبارہ چھپی۔ بلاشبہ یہ فری میسنری کے مخالف وحشی افراد کے ہاتھوں سے محفوظ رہے گی۔ [۱۴]

اس میں زور دے کر کہا گیا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کا ماسونی برادری سے تعلق تھا۔ انہیں صلیب سے غشی کی حالت سے اُتار لیا گیا تھا اور ایسنین بھائی اس کے جسم کو محفوظ جگہ پر لے گئے۔ نکودیمیس طبیب نے ایک خاص مرہم لگایا جس سے آپ کے زخم چند دنوں میں ٹھیک ہو گئے۔ بعد میں آپ دارالحکومت سے بھیس بدل کر کوہِ زیتون پر واقع ایک سفید لاج میں تشریف لے گئے۔ خط میں مذکور ہے کہ چھ ماہ بعد تنہائی میں آپ نے فلسطین میں وفات پائی۔ اس یہودی میسن نظریہ میں مزید رنگ آمیزی مرزا صاحب کی ''مرہمِ عیسٰیؑ'' نے کی جو نکودیمیس کی مرہم کی بجائے استعمال کی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ مسیح کے زخموں کے علاج کے لیے اس کو ان کے جسم پر لگایا گیا۔ اس مرہم نے مصلوبیت کے دوران لگنے والے تمام زخم جلدی ٹھیک کر دیئے۔ مرہمِ عیسٰیؑ کو طب یونانی میں مختلف نام دیئے گئے ہیں جو اس کے زخموں کو جلد ہی ٹھیک کرنے والی خصوصیات کی وجہ سے ہیں اور کسی حکیم نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ یہ مرہم صرف حضرت عیسٰیؑ کے لیے تیار کی گئی۔ [۱۵]

☆

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)

---

[۱۴] ایضاً۔ صفحہ نمبر ۱۴ [۱۵] مولانا آسی امرتسری ''الکاویہ والغاویہ'' امرتسر۔ صفحہ نمبر ۸۳

عالمی خبریں

دیکھو بش کو!

مسلمانوں شرماؤمت تم بھی ''بنیاد پرست مسلمان'' بنو

اسی میں تمہاری عزت وشناخت ہے

لندن (بی بی سی اُردو ڈاٹ کام) کیا عراق کی جنگ یوم آخرت کی بشارت ہے؟ اگر چہ امریکی میڈیا کی پیش کی گئی تصویر کے مطابق امریکی عوام کو عراق پر حملے کے لیے بیتاب سمجھا جاتا ہے لیکن مشاہدے اور عام بات چیت سے اندازہ ہوتا ہے کہ امریکی عوام کی اکثریت عراق پر حملے کو مسئلے کا حل تصور نہیں کرتی۔ خود ریپبلکن پارٹی کے بہت سے ووٹر یہ کہتے ہوئے سنے گئے ہیں کہ خدا جانے صدر بش کس لیے عراق کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں! دانشوروں کے ایک حلقے کا خیال ہے کہ تیل کی سیاست اور اسرائیلی سلامتی کی ضمانت فراہم کرنا ثانوی ترجیحات ہیں جبکہ صدر بش اور اُن کی انتظامیہ کی بہت سی سرکردہ ہستیوں کے لیے عراق کی فتح مذہبی عقیدے کا حصہ بن چکی ہے۔ صدر بش اور ان کے ساتھی ''بپٹسٹ ایونجیلیکل'' فرقے سے تعلق رکھتے ہیں جن کا عقیدہ ہے کہ آخرت قریب ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کا ظہور ہونے والا ہے جس کی تیاری کے لیے فلسطینی علاقوں سے غیر یہودیوں کا صفایا ضروری ہے۔ کئی ایکٹ کے اس ڈرامے میں یہودی کا عیسائیت قبول کر لینا یا ان کی صفائی بھی لازم ہے لیکن پہلے ایکٹوں میں غیر یہودیوں کو نکالنا ضروری ہے۔ جنگ مخالف پادریوں کا کہنا ہے کہ حیات ثانیہ (نشاۃ ثانیہ) لینے والے'' ایونجیلیکل ''چرچ کے پیروکار امریکہ میں جنگ بازوں کے اضافے کا بڑا سبب بن رہے ہیں۔ حیات ثانیہ کا مطلب ہے کہ پیدائشی عیسائی ایک مرتبہ پھر سے مذہب سے وابستگی کی تجدید کر کے اور تمام عمر مذہب کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کرتے ہیں۔ اس میں کئی طرح کے رجحانات ہیں لیکن صدر بش کی طرح ''ایونجیلیکل'' چرچ سے وابستہ حیات ثانیہ والے آخرت کے قریب آنے کے عقیدے کی بنا پر جنگ کو مذہبی فریضہ قرار دیتے ہیں۔

پچھلے سال گیلپ پول کے سروے کے مطابق چھیالیس فی صد یا ایک سو ستائیس ملین امریکی آخرت کے قریب آنے پر یقین رکھتے ہیں اور خود کو حیات ثانیہ پانے والے ایونجیلیکل عیسائی تصور کرتے ہیں۔ ۱۹۹۹ء میں نیوز ویک کے جائزے کے مطابق اس عقیدے کے لوگوں کی تعداد چالیس فی صد یا ایک سو گیارہ ملین تھی۔ وسکانسن یونیورسٹی کے پروفیسر

پال بوئر نے اس موضوع پر ایک کتاب بھی لکھی جس کا عنوان ہے "جب اور وقت نہیں ملے گا، جدید امریکی معاشرے میں نبوت و بشارت کا عقیدہ" ان کا کہنا ہے کہ عراق کی جنگ کی پر جوش حمایت ان بنیاد پرست عیسائیوں کی طرف سے آ رہی ہے جو جنگ کو مذہبی پیش گوئی کے سچا ثابت ہونے کا حصہ تصور کرتے ہیں۔ پروفیسر بوائز کا کہنا ہے کہ کروڑوں امریکی آخرت کو قریب جانتے ہوئے ہر روز اخبار کی خبروں سے یوم آخرت کی نشانیاں ڈھونڈتے ہیں۔ وہ اسرائیل کے قیام کو بھی مسیح علیہ السلام کے دوبارہ ظہور کی نشانی تصور کرتے ہیں اور عراق میں بابل کے قدیم کھنڈرات کی تعمیر نو کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظہور کے منافی تصور کرتے ہیں۔ ان کی نظر میں صدر صدام کا یہ منصوبہ مسیح دشمنی ہے۔ بوسٹن یونیورسٹی سے متعلقہ مسٹر چپ بارلٹ کا کہنا ہے کہ صدام حسین کو بائبل کے مذکورہ بدمعاشوں (ولنوں) کی صف میں کھڑا کر کے جنگ کا بہت اچھا جواز مہیا کیا جا رہا ہے۔

پروفیسر بوئر اور مسٹر بارلٹ کہتے ہیں کہ امریکہ میں خطرناک رجحان یہ ہے کہ جنگ کو بائبل کی مقدس سچائی کا ناگزیر حصہ تصو کیا جائے۔ ان کے خیال میں وائٹ ہاؤس میں بیٹھا ہوا صدر بھی اسی فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ صدر بش نے ۱۹۸۰ء کی دہائی میں حیات ثانیہ کی رسم ادا کی تھی۔ بارلٹ کا کہنا ہے کہ بش انتظامیہ کے اٹارنی جنرل ایشکرافٹ جیسے بہت سے اعلیٰ عہدیدار اس عقیدے کے ماننے والے ہیں۔ کانگرس کے اکثریتی رہنما ٹام ڈیلے اور ان کے پیش رو ڈک آرمی اسی فرقے سے وابستہ ہیں اور قانون ساز اسمبلیوں کے دوسرے ریپبلکن رہنما بھی امریکہ کی جنوبی ریاستوں کے بنیاد پرست عیسائی فرقوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اٹارنی جنرل جان ایشکرافٹ جیسے عہدیدار امریکی آئین اور قانون کی قدامت پرستانہ تعبیر کرتے ہوئے دہشت گردی سے لڑنے کے نام پر شہری آزادیوں پر پابندیاں لگا رہے ہیں اور امیگریشن کے متعصبانہ اصول نافذ کر رہے ہیں اسی ایجنڈے کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کے ہم خیال کانگرس اور سینٹ میں نئے متعصبانہ اور جنگجویانہ قوانین منظور کرانے میں پیش پیش ہوتے ہیں۔ عراق کے خلاف اعلانِ جنگ بھی انہی کی مدد سے بغیر بحث ومباحثہ کے منظور کیا گیا تھا۔ غرض یہ کہ امریکی حکومت کے سارے اہم ترین اداروں میں ان بنیاد پرست رہنماؤں کا قبضہ ہے جو صدر بش کے ہم عقیدہ ہیں۔ صدر بش نے صدام کی تباہی کو کبھی کھلم کھلا مذہبی پیشگوئی کا حصہ تو نہیں کہا لیکن انہوں نے ایسے اشارے ضرور دیے ہیں ان کا یہ کہنا کہ معاملات ہم سب سے بڑی طاقت کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ بہت سے مبصرین کے خیال میں صدر بش جب "شر کی محور طاقتوں" کا ذکر کرتے ہیں تو ان کے ذہن میں اسی طرح کے مذہبی تصورات کام کر رہے ہوتے ہیں۔

بعض سیاسی حلقوں کے خیال میں صدر بش اسی طرح کے بیانات بنیاد پرست عیسائیوں کے ووٹ لینے کے لیے دیتے ہیں لیکن مسٹر بارلٹ کا خیال ہے کہ معاملہ اس سے زیادہ گھمبیر ہے کیونکہ صدر بش خود ان تصورات کو مانتے بھی

ہیں۔ آخرت کے اس طرح کے تصورات برطانیہ کے ایونجیلیکل پادری جان نیلسن نے امریکہ میں پھیلائے، ان کے مطابق جب دنیا میں شر کی طاقتیں جب عروج پر پہنچ جائیں گی تو سات سال تک خیر وشر کی طاقتوں میں لڑائی سے قیامتِ صغریٰ کا سماں پیدا ہو جائے گا سات سال کی تخریب کاری کے بعد مسیح علیہ السلام دنیا میں ظہور پذیر ہوں گے اور ایک ہزار سال تک کے لیے امن قائم کردیں گے لیکن ان کے ظہور سے پہلے بہت سے عیسائی آسمان کی طرف اُٹھائے جائیں گے یعنی وہ نا معلوم طریقے سے غائب ہو جائیں گے۔

مزید برآں یروشلم میں مسجد اقصیٰ اور گنبد صغریٰ کی جگہ معبود سلیمانی کی تعمیر کو بھی نمودِ مسیح کے لیے لازمی قرار دیا جا رہا ہے لہٰذا اس فرقے کو توقع ہے کہ مسلمانوں کے مقدس مقامات کی جگہ یہودی عبادت گاہوں کی تعمیر میں بہت سا خون خرابہ ہوگا جو نجات کے عمل کے لیے ناگزیر ہے۔ غرض یہ کہ اسرائیل کا فلسطینی علاقوں پر قبضہ مذہبی پیشگوئی کے عین مطابق ہے اور بنیاد پرست عیسائی اسرائیل کی اس لیے حمایت اور مدد کے لیے تیار ہیں کہ نمود حضرت مسیحؑ کے لیے راستہ ہموار ہو، ''نیشنل جیوش پوسٹ اینڈ اوپینین'' کے سروے کے مطابق وہ بنیاد پرست جو امریکی یہودیوں کو عیسائی بنانا چاہتے تھے آج اسرائیل کے دل وجان سے حامی ہیں لیکن بہت سے یہودی دانشور بنیاد پرست عیسائیوں کی حمایت کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہودیوں کے اس ڈرامے میں بطور عارضی کرداروں کو استعمال کیا جارہا ہے کیونکہ ڈرامے کے آخری ایکٹ میں یہودی بھی غائب ہو جائیں گے یا کردیئے جائیں گے۔ جنگ مخالف پادریوں کا کہنا ہے کہ بنیاد پرست ایونجیلیکل عیسائیوں نے یسوع علیہ السلام کی محبت اور رواداری کی تعلیمات کو چھوڑ کر دنیا کو تباہ کرنے کا راستہ اختیار کیا ہے۔ وہ امریکی فوجوں کے ہاتھوں کروڑوں انسانوں کی بربادی چاہتے ہیں۔ کروڑوں انسانوں پر مشتمل ایونجیلیکل عیسائیوں کا یہ جم غفیر صدر بش کا ووٹر ہے اور ان کا عراق کے خلاف جنگ کا متشدد حامی۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۔۲۲ر فروری ۲۰۰۳)

☆

کولمبیا کی تباہی کی ذمہ دار کلپنا چاولا؟

کلوریڈ (ثنا نیوز) امریکی خلائی شٹل کولمبیا کی تباہی میں بھارتی خلاباز خاتون کلپنا چاولا کا کردار نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ایک غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق چاوٗلا نے اپنے پہلے خلائی سفر کے دوران ایسی غلطیاں کیں کہ شٹل لڑکھڑانے لگی تھی اور ساتھی خلاباز شٹل پر قابو پانے کے لیے چاوٗلا کے پاس پہنچے اور اسے ضروری ہدایات دینے لگے لیکن زبان کے مسائل کی وجہ سے وہ ساتھی خلابازوں اور عملے کی ہدایات سمجھنے سے قاصر رہی جس پر وہ جذباتی ہو کر آپے سے باہر

بھی ہوگئی، غیر ملکی خبر رساں ادارے کے دعوے کے مطابق چاؤلا ہی کی غلطی سے ہی خلائی شٹل تباہ ہوئی ہوگی۔

(روزنامہ جنگ لاہور۔۳؍فروری ۲۰۰۳ء)

☆

بھارت میں گُردوں کا محلّہ

کوئی گھر ایسا نہیں جس کے کسی فرد نے گردہ نہ بیچا ہو

کولون (ریڈیو رپورٹ) بھارت کے شہر چنائی کے غریبوں کے ایک محلے کو ''گردوں کا محلّہ'' کہا جانے لگا ہے اس میں کوئی گھر ایسا نہیں جس کے کم از کم ایک شخص نے غربت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنا ایک گردہ فروخت نہ کیا ہو۔ گردوں کی تجارت کرنے والے گروہ میں ڈاکٹر، پولیس آفیسر، وکلا اور سیاستدان شامل ہیں ایجنٹ ایسے افراد کو ایک گردہ کی قیمت دو ہزار پونڈ تک دینے کا وعدہ کرتے ہیں اگرچہ ایجنٹ گردے اور رقم کے ساتھ غائب بھی ہو جاتا ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور۔۲۷؍جنوری ۲۰۰۳ء)

☆

شرعی اصُول کے مطابق سونے کے زیورات بنانے کا قابلِ اعتماد ادارہ

دلشاد گولڈ سمتھ

ہمارے یہاں سونے کی فینسی اور جدید ڈیزائن کے مطابق چوڑیاں تیار کی جاتی ہیں۔
نیز آرڈر پر عروسی زیورات منفرد اور جدید ڈیزائن میں فیکٹری ریٹ پر بنائے جاتے ہیں

پروپرائٹر:۔ شیخ فیروز الدّین۔ مُحمّد اعزاز

مُحمّد گولڈ سنٹر عقب سنگھار سنٹر فسٹ فلور دھوبی منڈی پرانی انارکلی لاہور فون: 7240181

وفیات

جناب حاجی مبین احمد صاحب کو صدمہ

جامعہ مدنیہ جدید کے قدیم خیر اندیش اور رکن مجلسِ شوریٰ جناب حاجی مبین احمد صاحب مدظلہم کی بڑی ہمشیرہ صاحبہ ۴ رفروری کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مصائب پر صبر کرنے والی، ہر کسی کی غمخوار اور رحم دل خاتون تھیں۔ مرحومہ کی وفات سے خاندان ایک دعا گو اور شفیق سائے سے محروم ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ اور اہل خاندان کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ کارکنانِ ادارہ حاجی صاحب مدظلہم کے اس غم میں برابر کے شریک ہیں قارئین کرام سے دعاء مغفرت اور ایصالِ ثواب کی خصوصی درخواست ہے۔

سرگودھا کے ممتاز عالمِ دین حضرت مولانا قاری سعید صاحب گزشتہ ماہ عین عیدالاضحیٰ کے دن حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ مولانا ایک حق گو انسان تھے، جمعیت علماء اسلام کے لیے آپ کی خدمات قابلِ تحسین ہیں۔ دین کی سربلندی اور عوام الناس کی فلاح کے لیے ہمیشہ فکرمند رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ مولانا کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اُن کے صاحبزادگان کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق نصیب ہو، ادارہ ان کے غم میں برابر کا شریک ہے۔

☆

جامعہ مدنیہ جدید کے بہت ہی مخلص اور سرگرم نوجوان معاون جناب ابصار احمد صاحب کے نانا محترم جناب محمد اسلم خان صاحب بھی ۹۵ برس کی عمر میں رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت دیانتدار، عبادت گزار اور شب بیدار انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ادارہ ان کے پسماندگان کی خدمت میں تعزیتِ مسنونہ پیش کرتا ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

☆

جامعہ مدنیہ جدید کے معاونِ خاص جناب حافظ عتیق صاحب بھی گزشتہ دنوں کراچی میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم علماء حق سے بہت عقیدت اور محبت رکھتے تھے، بڑے حضرت رحمہ اللہ سے ان کو خصوصی لگاؤ تھا۔ اللہ

تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر صالحین کے ساتھ ان کا حشر فرمائے نیز اُن کی اولاد کو صبرِ جمیل اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆

نوشہرہ کے جناب حکیم رفیع الدین صاحب کی چھوٹی ہمشیرہ کا ۲۲ رفروری کو طویل علالت کے بعد انتقال ہوگیا اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت اور ان کے پسماندگان کی کفالت فرمائے۔

☆

۲۷ رفروری کو شاہدرہ میں جناب مولانا مغفور احمد صاحب کے چھوٹے بھائی جناب ڈاکٹر محمد اقبال صاحب کی وفات ہوگئی اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت اچھے عامل بھی تھے بے لوث اور پریشان حال مریضوں کی خدمت کرتے تھے۔ مخلوقِ خدا کی ان کی خدمات کو اللہ تعالیٰ قبول فرما کر ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ اور جناب مولانا مغفور احمد صاحب اور دیگر پسماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

نفیس بُک بائنڈرز

NBB

ہمارے یہاں ''ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد'' بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی ''بکس والی جلد'' بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے۔ ہمارے یہاں روٹا مشین پر ''کلر پرنٹنگ'' (ٹائٹل وغیرہ کی چھپائی) کا کام بھی دیدہ زیب اور بازار سے رعایتی نرخ پر کیا جاتا ہے۔

مناسب نرخ پر معیاری جلد سازی اور طباعت کے لیے رجوع فرمائیں

6/16 ٹیپ روڈ نزد مین گیٹ گھوڑا ہسپتال لاہور

فون نمبر: 042-7322408 موبائل نمبر: 0300-9464017 0300-4293479

تبصرے کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں۔

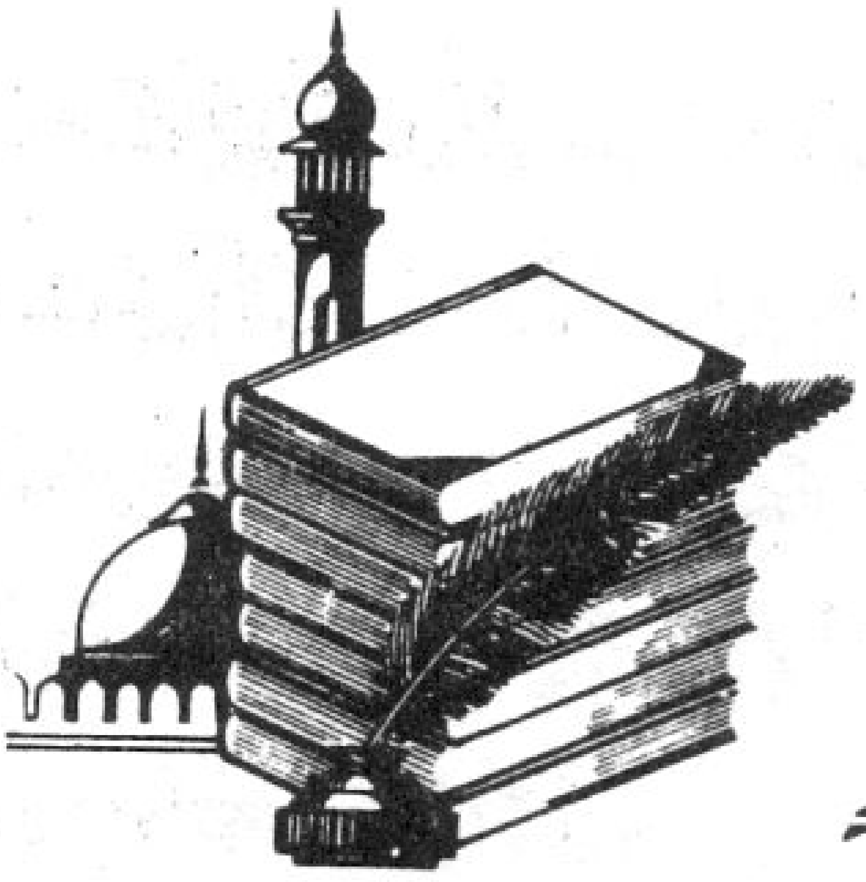

تقریظ و تنقید

مختلف تبصرہ نگاروں کے قلم سے

نام کتاب : جمال یوسف

تالیف : مولانا عبدالقیوم حقانی

صفحات : ۳۰۴

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : القاسم اکیڈیمی جامعہ ابو ہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ

قیمت : درج نہیں

زیرِ تبصرہ کتاب محدثِ کبیر، قائد تحریکِ ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ (م: ۱۳۹۷/۱۹۷۷ء) کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے۔ سوانح نگار نے حضرت بنوری رحمہ اللہ کی زندگی کے تمام حالات بیس ابواب کے تحت درج کیے ہیں جن سے حضرتؒ کی زندگی کے تمام پہلو اُجاگر ہوتے ہیں اور آپ کی دینی و مذہبی ملکی و ملی خدمات نکھر کر سامنے آجاتی ہیں۔ اندازِ بیان سہل اور دلکش ہے۔ آئندہ ایڈیشن میں سوانح نگار اگر کسی مقام پر حضرت کی مکمل تاریخ وفات درج کر دیں تو اچھا ہو۔

☆

نام کتاب : توضیح الکلام پر ایک نظر

تالیف : مولانا حبیب اللہ ڈیروی

صفحات : ۳۱۶

سائز : ۲۰×۲۶/۸

ناشر : جامعہ اسلامیہ حبیب العلوم ڈیرہ اسماعیل خان

قیمت : /۱۵۰

امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنا جائز ہے یا ناجائز، امام کے پیچھے مقتدی کی قراءت کی حیثیت کیا ہے؟ اس مسئلہ کے بارے میں وکیل اہلِ سنت شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز صفدر دامت برکاتہم نے ایک ضخیم کتاب ''احسن الکلام فی ترک القراءۃ خلف الامام'' کے نام سے تحریر فرمائی تھی جس میں آپ نے اس مسئلہ کے مَالَہٗ وَمَاعَلَیہِ کو بڑی تفصیل کے ساتھ ذکر کیا تھا عرصۂ دراز تک اس کتاب کا کوئی معقول جواب غیر مقلدین کی جانب سے تحریر نہیں کیا گیا، کچھ عرصہ قبل ایک غیر مقلد عالم مولانا ارشاد الحق اثری صاحب نے دو جلدوں میں اس کا جواب لکھا جسے غیر مقلدین حضرات نے بہت سراہا اور یہ سمجھنے لگے کہ احسن الکلام کے جواب کا قرض چکا دیا گیا۔ کیا واقعی یہ کتاب احسن الکلام کا جواب ہے اور اس سے احسن الکلام کے جواب کا قرض چکا دیا گیا ہے اس کو جاننے کے لیے زیرِ تبصرہ کتاب ''توضیح الکلام پر ایک نظر'' کا مطالعہ کافی ہے۔ یہ کتاب حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کے لائق شاگرد اور آپ کے علوم کے امین حضرت مولانا حبیب اللہ ڈیروی زید مجدہم نے تحریر فرمائی ہے اس کتاب میں آپ نے بتلایا ہے کہ مولانا ارشاد الحق اثری کی کتاب حضرت شیخ الحدیث صاحب کی کتاب کا جواب نہیں ہے بلکہ اس کی تائید ہے کیونکہ اس میں مولانا ارشاد الحق صاحب نے بجا طور پر تحریر فرمایا ہے کہ :

''امام بخاری سے لے کر تمام محققین علماء اہل حدیث میں کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو فاتحہ نہ پڑھے وہ بے نماز ہے کافر ہے''۔

مولانا حبیب اللہ صاحب نے مولانا ارشاد الحق صاحب کے اس قسم کے اور بھی کئی حوالے توضیح الکلام میں درج فرمائے ہیں نیز اثری صاحب نے جواب میں جہاں جہاں غلط بیانی سے کام لیا ہے اسے بھی واضح کیا ہے۔ زبان و بیان کے انداز سے صرفِ نظر کرتے ہوئے اس موضوع پر اس کتاب کا مطالعہ معلومات افزا اور مفید ہے۔

☆

نام کتاب : پردہ نو مسلم خواتین کی نظر میں

تصنیف : مفتی عبدالرحیم رحیمی

صفحات : ۹۲

ناشر : ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان

قیمت :

زیرِ تبصرہ کتاب پردہ کے موضوع پر ایک جامع اور مختصر کتاب ہے جس میں مصنف نے پردہ کی ضرورت واہمیت پر نہایت آسان انداز میں گفتگو کی ہے اور مشرق کی نومسلم خواتین کے پردہ کے بارہ میں جو تأثرات ہیں وہ بھی ذکر کیے ہیں اس لحاظ سے یہ کتاب خاص اہمیت کی حامل ہوگئی ہے، موجودہ دور میں بے پردگی کی دلدادہ خواتین کے لیے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔

☆

نام کتاب : شاہراہِ عشق کے مسافر

تصنیف : محمد طاہر رزاق

صفحات : ۲۰۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : عالمی مجلسِ تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان، ملنے کا پتہ علم وعرفان پبلشرز اردو بازار لاہور

قیمت : ۹۰/-

پیشِ نظر کتاب میں بلا اختلافِ مسلک ومشرب بہت سے اکابر واعاظم کے چیدہ چیدہ واقعات وفرمودات ذکر کیے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر عشقِ رسالت اور مسئلہ ختم نبوت کے سلسلہ میں ایک جوش اور ولولہ پیدا ہوتا ہے اندازِ بیان سہل اور آسان ہے۔

☆

نام کتاب : حقیقتِ احمدیت

تالیف : ملک احسان الحق

صفحات : ۱۲۸

سائز : ۲۳×۳۶/۱۶

ناشر : ادارہ صوت القرآن لاہور

قیمت : ۶۰/-

پیشِ نظر کتاب "حقیقتِ احمدیت" میں ملک احسان الحق صاحب نے مرزائی حضرات کے ساتھ چند محافل میں ہونے والی اپنی گفتگو کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے جس سے مرزائی حضرات کے ساتھ بات چیت کا ایک نیا انداز سامنے آتا

ہے اس حوالہ سے کتاب اچھی ہے تاہم مصنف کے اندازِ فکر اور ان کے عقائد ونظریات کو اگر سامنے رکھا جائے تو یہ کتاب عوام الناس کے پڑھنے کے قابل نہیں رہتی کیونکہ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف حجیتِ حدیث کے قائل نہیں ہیں اسی لیے وہ جگہ جگہ صرف دعوت الی القرآن کے داعی نظر آتے ہیں چنانچہ مصنف اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۶ پر لکھتے ہیں :

''اسلام کی بنیاد قرآن مجید ہے کسی بھی دوسرے ماخذ سے لیا گیا کوئی بھی نظریہ اگر قرآن مجید کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا تو اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے، اس لیے ہمیں اپنے عقائد اور خاص طور پر بنیادی عقائد مثلاً ختمِ نبوت ، مہدی موعود اور نزول عیسیٰ جیسے مسائل کی بنیاد صرف اور صرف قرآن مجید ہی سے مہیا کردہ دلائل اور براہین پر رکھنی چاہیے'' الخ

مزید رقم طراز ہیں :

''اس لاریب کتاب کی نعمت ہوتے ہوئے اگر میں کسی بھی دوسرے ذریعہ سے ہدایت حاصل کروں تو یہی گمراہی ہے اور یہی وہ رویہ ہے جس کا نام خواہشات کا اتباع ہے''۔ (ص ۱۸)

آگے لکھتے ہیں :

''اب یہی میرا مشن ہے اور یہی میرا مسلک ہے کہ ہم سب قرآن کی طرف لوٹ آئیں'' (ص ۱۹)

ایک مقام پر لکھتے ہیں :

''ہمارے لیے حجت صرف اور صرف قرآن مجید ہے'' (ص ۲۴)

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں :

''قرآن نے جو بار بار اَھواء کی اتباع کی مذمت کی ہے وہ اھواء ہے کیا، مثلاً ایمان کی بنیاد قرآن کے بجائے کسی بھی دوسرے ذریعہ سے رہنمائی پر رکھی جائے'' (ص ۱۰۰)

مصنف کے ان افکار سے نہ صرف یہ معلوم ہو رہا ہے کہ وہ منکر حدیث ہیں بلکہ ان کے نزدیک دیگر دلائلِ شرعیہ، سنت، اجماع اور قیاس کے ذریعہ رہنمائی حاصل کرنا اتباع اَھوا میں داخل ہے العیاذ باللہ، یہ نظریہ ملحدانہ اور گمراہ کن ہے اس لیے کہ دلائلِ شرعیہ، سنتِ رسول ﷺ، اجماعِ اُمت اور قیاسِ مجتہد کی حجیت تو خود قرآن سے ماخوذ ہے، اگر حدیث حجت نہیں تو اتباع واطاعتِ رسول ﷺ کیونکر متصور ہوگی جس کی قرآن جگہ جگہ دعوت دیتا ہے۔

اگر اجماعِ اُمت حجت نہیں تو وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ کا کیا مفہوم ہوگا؟

اگر قیاسِ مجتہد حجت نہیں تو جگہ جگہ قرآن نے جو تدبر واستنباط اور اعتبار کی دعوت دی ہے اس کا کیا حاصل ہوگا؟

اگر مصنف کے نظریہ کو تھوڑی دیر کے لیے تسلیم کرلیا جائے تو اس کا مطلب تو یہ ہوگا کہ قرآن پاک جس کا موضوع ہدایت ہے وہ اپنے نزول کے وقت سے لے کر اب تک (سوائے چند نیچری اور پرویزی ذہنیت کے افراد کے) کسی کے لیے بھی ہدایت کا باعث نہیں بنا کیونکہ اُمّتِ مسلمہ کی اکثریت قرآن کے علاوہ حدیث، اجماع اور قیاسِ مجتہد کے ذریعہ رہنمائی حاصل کرتی رہی ہے اور بقول مصنف کے ان ذرائع سے رہنمائی حاصل کرنا اتباعِ اَہْوا ہے جو کہ صریح گمراہی ہے ایسی صورت میں لازم آتا ہے کہ قرآن کا یہ آفاقی دعوٰی کہ وہ ''ھُدًی لِّلنَّاس'' انسانیت کے لیے باعثِ ہدایت ہے، ایک غلط دعوٰی ہو، العیاذ باللہ۔

صاف اور سیدھی بات ہے کہ ان دلائلِ شرعیہ کی حجیت کا قائل ہوئے بغیر شریعتِ اسلامیہ پر عمل نہیں ہوسکتا نہ شرعی عقائد اپنائے جاسکتے ہیں اور نہ شرعی اعمال، یہی وجہ ہے کہ مصنف کتاب وسنت اور اجماعِ اُمّت سے ثابت اجماعی عقائد کے انکار پر لگے ہوئے ہیں چنانچہ وہ اُمّت کے اجماعی عقیدہ نزولِ عیسٰی، اور ظہورِ مہدی کے منکر ہیں۔ اسی طرح وہ قرآن میں نسخ کے بھی قائل نہیں۔ قرآنی آیات کی تفسیر بھی۔ تفسیر کے مسلمہ اصولوں سے ہٹ کر تفسیر بالرائے کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں مصنف مرزائیوں کے لیے ہدایت واصلاح کا کیا باعث بنیں گے انھیں خود اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔

مصنف اپنی کتاب میں تعصب سے ہٹ کر بات کرنے کی دعوت دیتے ہیں لیکن خود تعصب کا شکار ہیں کہ جگہ جگہ علماء کو برا بھلا کہتے ہیں اور اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ بس اُنھیں ہی مرزائیوں کو سمجھنے اور اُن سے بات کرنے کی لیاقت ہے، علماء میں اس کی قابلیت نہیں، الحمد للہ راقم الحروف کا تعلق علماء حق سے ہے۔ راقم کی کئی مرزائیوں سے بات چیت ہوئی ہے اور اُنہوں نے حق کو قبول کرکے مرزائیت سے توبہ کی ہے۔ فللّٰہ المنۃ والشکر۔

مصنف نے کتاب کا انتساب اپنے والد کی طرف کرتے ہوئے لکھا ہے :

''قارئین سے درخواست ہے کہ مرحوم کی مغفرت کی دُعا کے ساتھ راقم کے لیے بھی راست فکری کی دُعا فرمادیں''۔ (ص ۳)

ہم اُن کی درخواست کے مطابق اُن کے لیے خدا سے ہدایت کی دُعا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنھیں ہدایت عطا فرمائے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ. (ن۔ ا)

مسجد حامد کے لیے خصوصی اپیل

رائیونڈ روڈ پر زیرِ تعمیر مسجد حامد کے ہال کی چھت ڈالنے کا مرحلہ آگیا ہے۔ لینٹر کے لیے درکار میٹریل کی تفصیل درج ذیل ہے۔ اہلِ خیر حضرات سے اس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی گزارش ہے۔

لینٹر کا رقبہ = 9050 فٹ

سریا 18 ٹن	3,60,000.00
بجری 4800CFT	85,000.00
ریت 2400CFT	15,000.00
سیمنٹ (700 Bags)	1,75,000.00
الیکٹرک پائپ	25,000.00
دیواریں اور بیم	2,50,000.00
مزدوری	1,30,000.00
	10,40,000.00